قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 27 مئی 2022ء | 26 شوال 1443 ہجری قمری | 27 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:126

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا پُر اثر وعظ کیا کہ جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہ پڑے اور دل ڈر گئے۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے ایک الوداع کہنے والا وصیت کرتا ہے۔ آپ ہمیں کیا وصیت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں روشن اور چمکدار راستے پر چھوڑے جا رہا ہوں۔ سوائے بد بخت کے اس سے کوئی بھٹک نہیں سکتا۔ اور تم میں سے جو شخص رہا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا۔ ایسے حالات میں تمہیں میری جانی پہچانی سنت پر چلنا چاہئے اور خلفاءِ راشدین مہدیّین کی سنت پر چلنا چاہئے۔ تم اس (ہدایت) کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لو۔ تم اطاعت کو اپنا شعار بناؤ خواہ حبشی غلام ہی تمہارا امیر مقرر کر دیا جائے۔ مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے۔ جدھر اُسے لے جاؤ وہ اُدھر چل پڑتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب افتتاح الکتاب فی الایمان باب ابتاع سنۃ الخلفاء حدیث:43)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

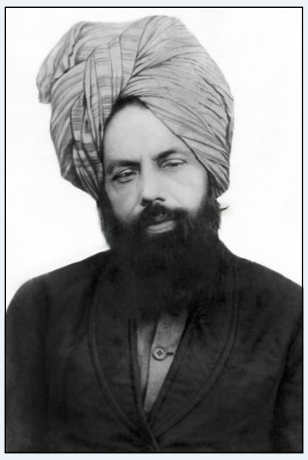

’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کیلئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے، ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں، ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 309)

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَئِنۡ اَمَرۡتَہُمۡ لَیَخۡرُجُنَّ ؕ قُلۡ لَّا تُقۡسِمُوۡا ۚ طَاعَۃٌ مَّعۡرُوۡفَۃٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۴﴾

(النور:54)

ترجمہ: اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جس طرح نظامِ خلافت پہلے اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا تھا اس طرح جاری کرے گا، تو اللہ تعالیٰ نے پہلا نظامِ خلافت نبوت کی صورت میں جاری فرمایا تھا۔ اور پہلی قوموں میں نبی خود خدا تعالیٰ بھیجتا تھا۔ اب کیونکہ شریعت کامل ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت شرعی نبی ہیں اس لئے خلافتِ راشدہ کا اجراء فرما دیا جس کا ظاہری طور پر چناؤ کا طریق تو بیشک لوگوں کے ہاتھ میں رکھا لیکن اپنی فعلی شہادت اور تائیدات سے اللہ تعالیٰ نے اس خلافت کو اپنی پسند کی طرف منسوب فرمایا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے کیونکہ آخری غلبہ اور کامل شریعت اسلام کے ذریعے سے ہی قائم فرمانی تھی اس لئے یہ پیشگوئی بھی فرما دی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ایک نبی مبعوث ہوگا جس کی تفصیل وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ:4) میں بیان فرما دی اور جس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر فرما دی کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح و مہدی بھی ہیں، نبی بھی ہیں اور خاتم الخلفاء بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال کے بعد مومنین کے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے پھر اس خلیفہ کو بھیجا جو اُمتی ہونے کی وجہ سے نبوت کا اعزاز پا کر پھر خلافت جاری کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک دینِ اسلام تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے لیکن خوف کو امن کی حالت میں بدلنے کے لئے کامل اطاعت کے ساتھ اور خلافت کے نظام کے ساتھ جُڑ کر ہی تم اس کا حقیقی فیض حاصل کر سکو گے اور یہ ضروری ہے۔ اور جو اس نظام سے جڑے رہیں گے اُن کے حق میں اس کے ذریعے سے ہر خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی اور اُن خلفاء کے ذریعے سے ہی غلبہ اسلام کے دن بھی قریب آتے چلے جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ، 27 مئی 2011)

اس شمارہ میں

- لاریب خلافت سے عبادت ہے عبادت (منظوم)
- ’’اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو‘‘(حضرت مصلح موعودؓ)
- خلافت کے زیر سایہ عالمگیر وحدت کا قیام
- خلافت ثالثہ کی ایک عظیم تحریک جو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگئی
- خلافت، ایک مقدس و مطہر نظام راہنمائی
- برکات خلافت – اطفال کارنر
- سوئٹزرلینڈ میں آن لائن علمی ریلی کا انعقاد

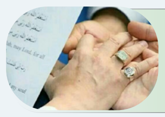

دربارِ خلافت

خلافتِ احمدیہ بھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں خلافتِ راشدہ کا تسلسل ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس خلافتِ احمدیہ بھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں خلافتِ راشدہ کا تسلسل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دور کی خلافت کی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ایک مدت گزرنے کے بعد ختم ہونے کی اطلاع فرمائی تھی۔ اور دوسرے دَور کی خلافت کی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر ہمیشہ جاری رہنے کی خوشخبری عطا فرمائی۔ لیکن کن لوگوں کو؟ یقیناً اُن لوگوں کو جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ عملِ صالح کرنے والے ہیں۔ عبادتوں میں بڑھنے والے ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے ہیں لیکن چونکہ خلافتِ احمدیہ سے جڑے رہنے کا حق ادا کرنے والے نہیں ہوتے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر اُن کو جماعت سے باہر کروا دیتی ہے۔ دنیاداری کی خاطر وہ جماعت احمدیہ سے یا تو ویسے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں یا خود ہی علیحدگی کا اعلان کر دیتے ہیں۔ لیکن کیا کبھی ایسے لوگوں کے چلے جانے سے جماعت احمدیہ کی ترقی میں فرق پڑا؟ کبھی روک پڑی؟ ایک کے جانے سے اللہ تعالیٰ ایک جماعت مہیا فرما دیتا ہے۔ خشک ٹہنیاں کاٹی جاتی ہیں تو ہری اور سرسبز ٹہنیاں پہلے سے زیادہ پھوٹتی ہیں۔ پس چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت کے نظام کو اب جاری رکھنا ہے، اس لئے اُس کی تراش خراش اور نگہداشت کا کام بھی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے سب سے پیارے انسان اور نبی کی پیشگوئی کا پاس نہ کرے۔ یقیناً یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہوتی چلی جائے گی۔ گو بعض حالات ایسے آتے ہیں کہ مخالفین اور کمزور ایمان والے سمجھتے ہیں کہ اب ختم ہوئے کہ اب ختم ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ کے تائیدی نشان اُس دَور سے جماعت کو نکال کر لے جاتے ہیں۔ سب سے بڑا دل ہلا دینے والا دَور تو جماعت پر اُس وقت آیا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا، جیسا کہ مَیں نے کہا۔ دشمن خوش تھے اور احمدی پریشان۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرما کر جماعت کو اس کے لئے پہلے سے تیار کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ میرا وقت قریب ہے، لیکن اس بات سے مایوس ہونے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے رسالہ الوصیت میں تحریر فرمایا اور یہی کہ پریشان نہ ہوں۔ اس میں جہاں اپنے اس دنیا سے رخصت ہونے کی خبر دی، وہاں جماعت کے روحانی، مالی اور انتظامی طریقے کار کو بھی واضح فرما دیا اور اُس کے قائم ہونے اور ہمیشہ رہنے کی خبر بھی دی۔ فرمایا کہ فکر نہ کرو۔ میرے سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ جماعت کو ترقی دے گا کیونکہ یہی وہ جماعت ہے جس کے ترقی کرنے اور جس میں خلافت قائم ہونے کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔

آپ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اِس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303-304)

فرمایا کہ:

’’غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ ’’(1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں، تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے…۔‘‘ فرمایا ’’تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-305)

آپ فرماتے ہیں: ’’مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

(خطبہ جمعہ 24/ مئی 2013ء)

لاریب خلافت سے عبادت ہے عبادت

ہوتے نہیں دل سرخوشِ صہبائے محبت
پیتے نہ اگر جامِ مئے حسنِ خلافت

مژدہ دلِ افسردہ! کہ تا روزِ قیامت
ہے صحّتِ ایمان و عمل کی یہ ضمانت

ورنہ تو یہ تربت سدا آمادہ بہ فرقت
اس حبلِ الٰہی کے تمسّک میں ہے وحدت

ہے عصمتِ کبریٰ تو پئے قدرتِ اولیٰ
ہے عصمتِ صغریٰ کا نشاں دوسری قدرت

آیات مجسم ہے ہر اک مظہرِ قدرت
دیدارِ رُخِ یار ہے مصحف کی تلاوت

اعدا بھی اخوت کی لڑی میں ہیں پروئے
اک جسم کے اعضا ہیں سب افرادِ جماعت

حق دین وہی جس کو خلافت سے ہے تمکیں
لاریب خلافت سے عبادت ہے عبادت

میں دامنِ امید و رجا تھامے ہوئے ہوں
اس خاکِ کفِ پا پہ بھی ہو جائے عنایت

میر انجم پرویز۔لندن

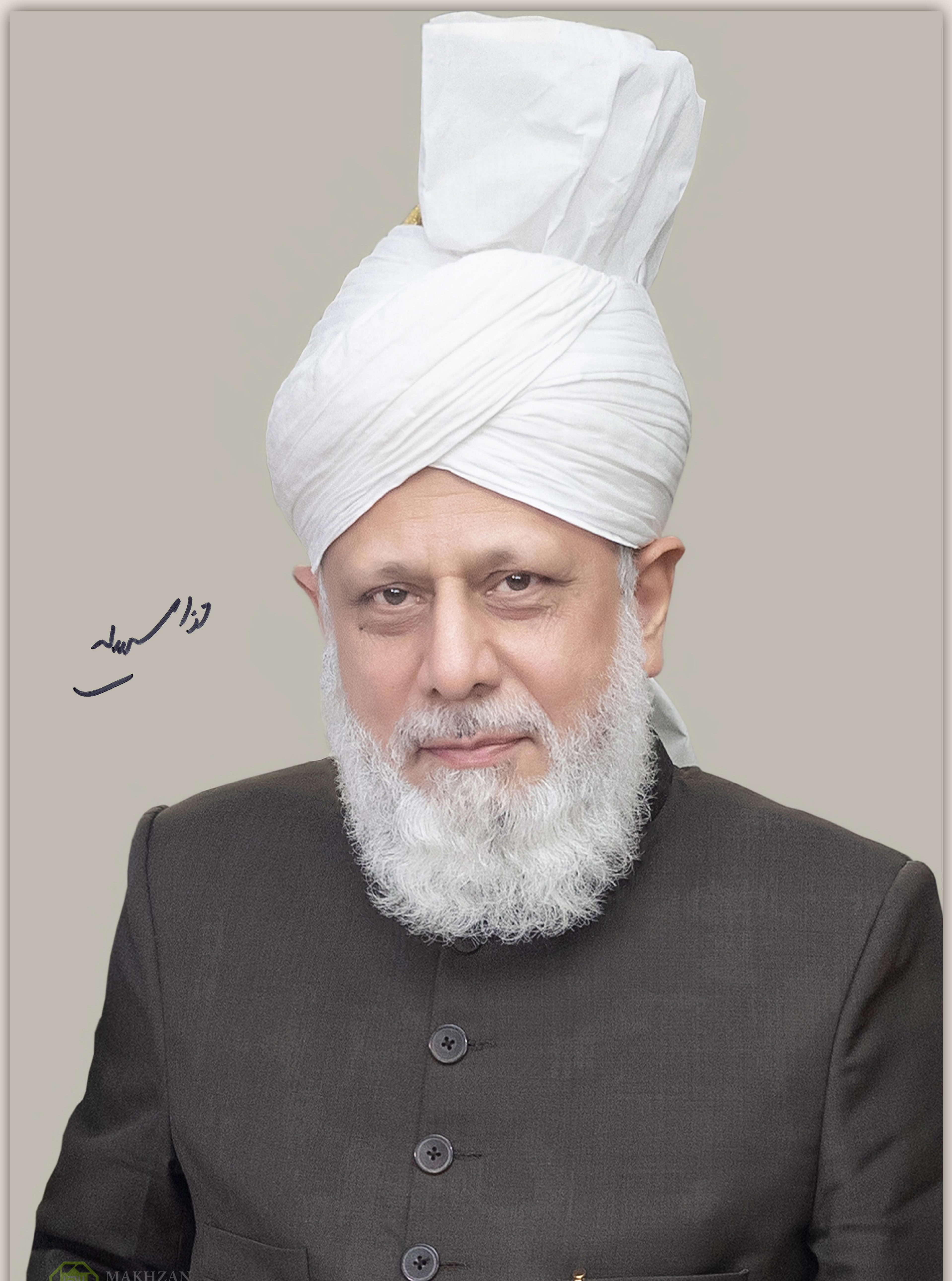

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(یوم خلافت کے موقع پر قارئین الفضل آن لائن کے لئے ایک حسین اور لازوال تحفہ)

اداریہ

’’اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

خلافت احمدیہ کی روحانی بجلی کی اہمیت

یہ ایک دلچسپ امر خاکسار کے سامنے آیا ہے کہ بعض اوقات اداریہ لکھتے وقت یا مختلف آرٹیکلز کے موضوع کے چناؤ کے وقت بہت سے اتفاق وقوع پذیر ہوتے ہیں اور بہت سی خوبصورت اور اچھی باتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔مثلاً ایک ہی دن دنیا بھر کی مختلف اطراف سے ایک جیسے عنوان پر پیغامات موصول ہونے لگتے ہیں۔ جو پہلی نظر میں موضوع تو ایک ہی رکھتے ہیں مگر دوسری نظر سے دیکھا جائے تو مضمون مختلف زاویوں سے قدرے الگ ہوتا ہے۔اس صورتحال کے پیش آنے پر پہلے خاکسار سوچتا ہے کہ کون سازاویہ ہمارے قارئین خاص طور پر نوجوان نسل کے لئے دلچسپ اور تربیت کے نقطہ نگاہ سے ضروری ہے۔ جب ہر طرح سے مطلوبہ موضوع الفضل آن لائن کے معیار پر پورا اترتا ہے تو خاکسار لکھنے کے لیے کمر کس لیتا ہے۔

اس دفعہ حسنِ اتفاق سے میرے ایک بزرگ اور دوست مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس انچارج ٹرکش ڈیسک لندن نے مجھے حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ارشاد بھجوایا جس میں حضورؓ نے بجلی کی مثال دے کر سمجھایا تھا کہ تاریں مردہ ہوتی ہیں لیکن ان ہی تاروں کو جب بجلی (electricity) سے جوڑا جائے تو ان کے اندر نہ صرف جان آجاتی ہے بلکہ جو بھی ان کو ہاتھ لگائے گا تو وہ ہلاک بھی ہوسکتا ہے۔ یہی کیفیت خلافت کی ہے جو بھی اس خدائی بجلی سے تعلق رکھے گا وہ زندہ رہے گا۔ اور جو مخالفت کرے گا وہ سزا پائے گا۔

ابھی میں اس پر آرٹیکل لکھنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا اور سوچ میں تھا کہ پیارے حضور ایدہ اللہ کا مورخہ 11/ مارچ 2022ء کا خطبہ جمعہ نظروں سے گزرا جس میں آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آنحضرت صلی علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض اصحاب کی رائے میں حضرت اسامہؓ کے لشکر کو بھجوانے سے روکنے کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

’’جس طرح بجلی کے ساتھ معمولی تار بھی مل جائے تو اس میں عظیم الشان طاقت پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے نتیجے میں آپ کے ماننے والے بھی اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ کے مصداق بن گئے۔‘‘

پیارے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ الفاظ خاکسار کے کانوں کو چھونے کی دیر تھی کہ اس پُر حکمت موضوع پر اداریہ لکھنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔سو خاکسار اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ، حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک الفاظ ’’اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو‘‘ پر کچھ عرض کرنے کے لیے آج قارئین کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔

اس اہم اور تفصیلی مضمون کی وسیع وعریض وادی میں قدم رکھنے سے قبل حضرت مصلح موعودؓ۔ بانی روزنامہ الفضل کے ان الفاظ سے ایک دفعہ گزرنا ضروری ہے جن کو آج کے آرٹیکل کے لیے بنیاد کی حیثیت حاصل ہے آپؓ ’’اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو‘‘ کے تحت فرماتے ہیں۔

’’... جس دن تم یہ سمجھو گے کہ یہ کام تم نے کیا، جس دن تم یہ سمجھو گے یہ نتائج تمہاری محنت سے نکلے اور جس دن تم یہ سمجھو گے کہ یہ ترقی تمہاری کوششوں کا نتیجہ ہے اس دن تمہارے کاموں میں سے برکتیں بھی جاتی رہیں گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آج دنیا میں تم سے بہت زیادہ طاقتور قومیں موجود ہیں مگر ان سے کوئی نہیں ڈرتا اور تم سے سب لوگ ڈرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟

اس کی وجہ یہی ہے تمہاری مثال اس تار کی سی ہے جس کے پیچھے بجلی کی طاقت ہوتی ہے اب اگر تار یہ خیال کرے کہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں تو یہ اس کی حماقت ہوگی کیونکہ لوگ تار سے نہیں بلکہ اس بجلی سے ڈرتے ہیں جو اس تار کے پیچھے ہوتی ہے جب تک اس میں بجلی رہتی ہے ایک طاقتور آدمی بھی اگر تار پہ ہاتھ رکھے تو وہ اس کے ہاتھ کو جلادے گی لیکن اگر بجلی نہ رہے تو ایک کمزور انسان بھی اس تار کو توڑ پھوڑ سکتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھو اور اس بجلی کو اپنے اندر سے نہ نکلنے دو۔ بلکہ اسے بڑھاؤ اور ترقی دو تبھی تم کامیابی کو دیکھ سکتے ہو اور نئی فصل زیادہ شاندار اور زیادہ عمدگی کے ساتھ پیدا کر سکتے ہو۔ لیکن اگر یہ بجلی گئی تو پھر تم کچھ بھی نہیں رہو گے۔ ہاں اگر یہ بجلی رہی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔‘‘

(روزنامہ الفضل 25 جنوری 1940ء)

ہم اپنے گھروں، دفتروں، فیکٹریوں اور دکانوں میں بجلی یعنی الیکٹرک کے نظام کو جب دیکھتے ہیں تو بلب یا کسی بجلی سے چلنے والی چیز یا appliance کو آن کرنے کے لیے ایک بٹن کو جو سوئچ کہلاتا ہے دباتے ہیں تو روشنی ہو جاتی ہے۔ یا appliances کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشاد میں بہت ہی پر حکمت نصیحت بیان ہوئی ہے۔ یہاں سے خاکسار کے مطابق مضمون درج ذیل دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔

1۔ اپنا تعلق اس روحانی بجلی سے جوڑے رکھو جو اللہ تعالیٰ کے عظیم وجود کے ذریعے انبیاء و خلفاء، صلحاء اور برگزیدہ بندوں کے ذریعے عام مخلوق یا انبیاء کو ماننے والوں تک پہنچتی ہے۔ اور وہ اس سے اپنے اندر روحانی روشنی محسوس کرتے ہیں۔

2۔ مومنوں کے اندر یہ روحانی کرنٹ اس حد تک تیز ہوتا ہے کہ کوئی دشمن جب بھی اس مومن کو چھوئے گا اسے یا جھٹکا لگے گا یا منہ کے بل گر کر دور جا پڑے گا۔

اس بجلی کو اپنے اندر سے نکلنے نہ دو

اب جہاں تک اول الذکر یعنی اپنے اندر روحانی بجلی سے جوڑنے کا تعلق ہے۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے سب سے پہلے مضبوط تعلق نہ صرف اپنے خالق حقیقی سے قائم کرنا ہے بلکہ اس کو بڑھاتے چلے جانا ہے یہی وہ مین سوئچ (main switch) ہے جو گھروں، دفتروں اور فیکٹریوں میں لگا ہوتا ہے اگر یہ break down ہو جائے اور مین الیکٹرک سپلائی سے تعلق منقطع ہو جائے تو سارا گھر اندھیرے میں ڈوب جاتا ہے۔ یا بجلی سے چلنے والی چیزیں بند ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس لیے ایک مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اللہ سے تعلق کو برقرار رکھے تا کہ اسلامی تعلیمات کے تابع وہ زندگی گزارے اور اپنا دل و دماغ روشن کرے اور اللہ تعالیٰ کی روحانی بجلی کی رَو اس کے رگ و پے میں سرایت کر جائے اور اس مومن کا اندرونہ روحانی بجلی کے قمقموں سے جگمگاتا چلا جائے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو ہمیں اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رشتہ کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہے۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ نماز میں کندھے سے کندھا ملانے کا اس لیے حکم ہے تا ایک مومن کا تقویٰ اور اس کی نیکی سرایت کر کے ساتھ کھڑے نمازی میں داخل ہو۔ اسی طرح اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے ساتھ بجلی کا یہ کرنٹ اتنا مضبوط ہو کہ ہم ہر وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مگن رہیں۔ ان کی اس طرح پیروی کریں جس طرح نبض دل کی پیروی کرتی ہے۔ کیونکہ ہمارے یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہیں اور آپ پر روح القدس کی تجلی ہوئی ہے۔ یہی وجود ہمیں روحانی زندگی بخش سکتا ہے مگر شرط اپنی تاروں کو اس روحانی و برقی مین تار سے جوڑنا ضروری ہے۔

پھر قرآن کریم ہے جس سے پختہ تعلق بنائے رکھنا چاہیے کیونکہ اس عظیم کتاب کے اوامر و نواہی کی پیروی ہمارے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔ ہمیں اس کی روزانہ تلاوت کرنی چاہیے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بقول: قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کرسکتا ہے اور قرآن کریم تم کو نبیوں کی طرح کرسکتا ہے

(کشتی نوح)

آپؑ اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں:

وَیُصۡبِی قُلُوۡبَ النَّاسِ بِالنُّوۡرِ وَالۡھُدٰی
وَیُرۡوِی الۡعَطَاشٰی بِالۡمَعِیۡنِ وَیَظۡئَر

اور لوگوں کے دل (قرآن) اپنے نور کے ساتھ کھینچ رہا ہے اور پیاسوں کو صاف پانی سے سیراب کر رہا ہے اور دائیوں کی طرح دودھ پلاتا ہے۔

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 167)

آج کے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے توسط سے مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنے تعلق کو زندہ رکھنا ہے۔ اور یہ ایک ایسی زنجیر (chain) ہے جو بالآخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اللہ سے ملائے گی۔ اور ہمارے وجودوں کو روشن رکھے گی۔

آج خلافت ہی ایک ایسا نور ہے جو ہمارے ماحول کو روشن کر رہا ہے اور آئندہ بھی اُن لوگوں کو روشن کرتا رہے گا جو خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر رکھیں گے۔ پھر خلافت کے تحت اور بہت سے سوئچ ہیں جن سے برقی رَو اپنے اندر جاری کی جاسکتی ہے۔ اس میں نظام جماعت ہے، ایم ٹی اے ہے، روزنامہ الفضل آن لائن اور دیگر جماعتی اخبارات و رسائل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر یہ بجلی رہی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی

اس عنوان کا دوسرا پہلو ان الفاظ میں پنہاں ہے کہ ہماری تاروں میں کرنٹ اتنی طاقت سے ہو کہ جو دشمن بھی ہاتھ لگائے گا وہ بھسم ہو کر رہ جائے۔ ہماری سوا صدی کی عمر رکھنے والی جماعت کی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ ہر دشمن جس نے بھی اپنے ہاتھ کو جماعت کی طرف اٹھایا اس کا نام ونشان نہ رہا۔ اس کو دنیا سے ملیا میٹ کر دیا گیا۔ لیکھرام، ڈوئی، بھٹو، ضیاء کہاں ہیں۔ ان کے نام لیوا رسوا و برباد ہو گئے اسی دنیا میں۔ جماعت بڑی شان اور اپنی آن بان کے ساتھ ترقیات کی منازل طے کرتے ہوئے آگے سے آگے بڑھ کر دنیا میں اپنا نام منانے اور اسے روشن کرنے کے سفر پر نکل کھڑی ہوئی ہے۔ آج عیسائیت کے گڑھ یورپ، مغربی دنیا اور افریقہ میں جماعت احمدیہ کو ہی اسلام کا حقیقی نمائندہ سمجھا جاتا ہے اور غیر یہ کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ نجانے کون سی غیبی طاقت ان کے حق میں آ کھڑی ہوتی ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اندر اس خلافت کے روحانی کرنٹ کو جاری رکھیں اور اپنے اندر وہ بلب روشن رکھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنٹ لے کر روشن کیے اور آج حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح کے خطبات، خطابات اور ورچوئل ملاقاتوں میں زریں نصائح کے ذریعے اسی الیکٹرک سٹی کو جاری رکھنے کا فیول (fuel) مہیا کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسے حاصل کرنے اور اپنا آپ روشن رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

(ابوسعید)

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

خلافت کے زیر سایہ عالمگیر وحدت کا قیام

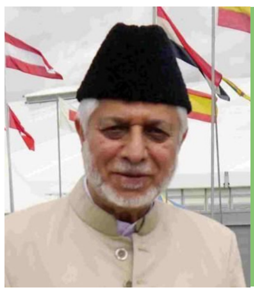

خلافت کا مضمون جماعت احمدیہ کے لئے رگِ جان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ النور کی آیت نمبر 56 میں خلافت کے بابرکت انعام کے حوالہ سے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریںگے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کی دو شرائط سے مشروط، امتِ مسلمہ سے خلافت کے قیام کا حتمی وعدہ فرمایا ہے۔ نبیوں کی آمد کا مقصد دنیا میں توحید کا قیام ہوتا ہے اور خلافتِ حقہ کی بھی یہی نشانی رکھی گئی ہے کہ اس کا بنیادی اور آخری مقصد توحید اور وحدت کا قیام ہے۔ اور یہی بات اس مضمون کا مرکزی نکتہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا (آلِ عمران:104)

کہ اے مومنو! اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی ہدایت اور وحدت کا ذریعہ حبل اللہ کی صورت میں اتارا ہے۔ حبل اللہ سے مراد دین اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس وجود بھی ہے اور مسیح پاکؑ کا وجود بھی جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ساری دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا۔ پھر اس سے مراد خلافت احمدیہ بھی ہے جس کے ساتھ ایک مضبوط تعلق ہماری ترقی، وحدت اور نجات کا وسیلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ اس رسی کو مضبوطی سے پکڑ نا اور پکڑے رکھنا ہمارا فرض ہے۔

خلافت۔ عالمگیر وحدت کا پیغام

مضمون کے عنوان میں عالمگیر وحدت کا لفظ استعمال ہوا ہے جو گہری حکمت اور صداقت پر مبنی ہے۔ وحدت کا مضمون اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں واحد و یگانہ ہے۔ اس کی صفت رب العالمین اسکے اعلیٰ مقام کی نشان دہی کرتی ہے۔ پھر اس نے جو کتابِ ہدایت قرآن شریف کی صورت میں دنیا کو عطا فرمائی وہ ساری دنیا کے لئے، ایک عالمگیر کتابِ ہدایت ہے جیسا کہ فرمایا کہ یہ ھُدًی لِّلنَّاسِ (البقرہ آیت 186) ہے۔ ہمارے پیارے آقا ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کا منصب عطا فرمایا ہے۔ اس میں اکملیت، افضلیت اور عالمگیریت کا مضمون پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ آپ یہ اعلانِ عام فرمادیں کہ

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا

(الاعراف:159)

کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ یہ عالمگیر نبوت کا ایسا عظیم الشان اعلان ہے جس میں کوئی نبی بھی آپ کا ہمسر نہیں۔ آپؐ کے وصال کے بعد تائید الٰہی سے جو خلافت راشدہ قائم ہوئی اس کا دائرہ بھی عالمگیر تھا۔ عالمگیر پیغامِ نبوت عالمگیر سلسلۂ خلافت کے ذریعہ ممکن حد تک اکنافِ عالم میں پھیلتا چلا گیا اور جب دورِ آخرین میں اللہ تعالیٰ نے تکمیل اشاعتِ دینِ اسلام کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور ظلی نبی ہونے کے لحاظ سے آپؑ کا دائرہ کار بھی سب دنیا پر محیط تھا۔ اپنی بعثت کا دائرہ بیان کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

’’اب خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک قوم بنا دے‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 76)

آپ نے مزید فرمایا:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

آپ نے یہ وضاحت بھی فرمائی کہ جماعت کی ترقی اور عالمگیر وسعت اور وحدت کا سلسلہ آپؑ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے گا۔ آپؑ نے لکھا کہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ

’’وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

آپؑ کے وصال کے بعد جب خدائی وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا اور خلافت راشدہ احمدیہ کا قیام ہوا تو اس حوالہ سے حقیقی اسلام کی فیضان رسانی کا سلسلہ عالمگیر انداز میں جاری ہوگیا۔ اس دورِ آخرین کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ سوشل میڈیا اور باہم رابطہ کے وسائل کی ہمہ گیر وسعت کی وجہ سے ساری دنیا ایک مٹھی میں سمٹ کر Global Village کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ قرآنی پیشگوئی وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ (التکویر:8) کا کامل ظہور ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوتی جارہی ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے:

’’اب زمانہ کے لئے ایسے سامان میسر آگئے ہیں جو مختلف قوموں کو وحدت کا رنگ بخشتے جاتے ہیں‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 76)

پس یہ مبارک دورِ خلافتِ خامسہ جس میں موجود ہونے کی سعادت ہم سب کو حاصل ہے۔ اِس دور میں جس کثرت اور وسعت سے اسلام کی اشاعت اکنافِ عالم میں ہو رہی ہے وہ ہر لحاظ سے بے مثل اور یکتا ہے۔

امن اور اتحاد کی عالمگیر مہم

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سرکردہ سیاسی رہنماؤں اور مذہبی سربراہان کو الگ الگ نہایت مؤثر خطوط لکھ کر امن وسلامتی کی خاطر متحد ہو کر کام کرنے کی دعوت تھی۔ اور پھر دنیا کے قریباً سب بڑے بڑے ملکوں کا دورہ کر کے سربراہان سے براہِ راست گفتگو میں بھی یہی پیغام دیا۔ ان سفروں میں حضور انور ایدہ اللہ نے برطانیہ، جرمنی، امریکہ، یورپین یونین، نیوزی لینڈ، کینیڈا کے حکومتی ایوانوں میں متعدد بار نہایت مؤثر انداز میں خطاب فرمایا۔ ان خطابات کی پریس میں خوب تشہیر ہوئی۔ لندن میں گزشتہ سترہ سال سے ایک امن کانفرنس منعقد ہوتی ہے جس میں حضور انور کے پرشوکت خطاب کو غیر معمولی توجہ سے سنا جاتا ہے۔ ہر سال دنیا میں امن کے لئے بےلوث خدمات بجالانے والی شخصیت کو امن ایوارڈ بھی دیا جاتا ہے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے یہ بھرپور کوششیں عالمگیر وحدت کے قیام کی راہوں کو ہموار کرنے کی نہایت اعلیٰ اور موثر مثال ہیں۔

امن کی عالمگیر دعوت سے دلوں کی تسخیر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس کثرت سے ساری دنیا میں اسلام کے عافیت بخش پیغام کی منادی کی ہے اس کا اتنا گہرا تاثر قائم ہوا ہے کہ اب ان ملکوں میں حضور انور کو بجا طور پر امن کے سفیر کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے اور دنیا کے سربراہان میں یہ فکری وحدت پختہ تر ہوتی جارہی ہے کہ اگر دنیا میں واقعی امن قائم کیا جاسکتا ہے تو ان نظریات کو اپنانے سے ہی ممکن ہے جو حقیقی اسلام پیش کرتا ہے اور جن کی منادی حضرت امام جماعت احمدیہ کی زبان سے ہو رہی ہے اور اب تو وہ برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ حقیقی اسلام وہی ہے جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ میں غیر مسلم عمائدین کے اعترافات میں سے ایک مثال پیش کرتا ہوں جو اس بات پر شاہدِ ناطق ہے کہ خلیفۂ وقت کی زبانِ مبارک سے بیان کردہ نظریات دنیا کے دلوں کو فتح کرتے چلے جارہے ہیں۔

2012ء میں حضور انور نے برسلز میں یورپین پارلیمنٹ سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر Bishop Dr Amen Howard جنیوا (سوئٹزرلینڈ) سے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطاب میں شمولیت کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار جن الفاظ میں کیا وہ توجہ سے سننے والے ہیں۔ انہوں نے کہا:

’’یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیرمعمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دِنوں کے اندر برپا ہوسکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ میں اسلام کے بارہ میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اب حضور کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کلیتہً تبدیل کر دیا ہے۔‘‘

(بحوالہ احمدیہ گزٹ کینیڈا مئی 2018 صفحہ 20)

یہ ایک اعتراف حقیقت مثال ہے ہزاروں مثالوں میں سے۔ جن سے

پتہ لگتا ہے کہ آج خلافت احمدیہ دنیا کو صحیح اسلامی نظریات عطا کر کے ایک نظریاتی انقلاب پیدا کر رہی ہے۔

’’ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی‘‘

1889ء میں عالمگیر جماعت احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی سے ایک آواز اٹھی تھی جس کے بارہ میں خدائے قادر وقیوم نے فرمایا کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ یہ آواز کیا تھی۔ ایک چھوٹا سا بیج تھا جو خدائی اذن سے بویا گیا اور بڑھتے بڑھتے ایک عالمگیر شجرۂ طیبہ بن گیا۔ احمدیت کا یہ مقدس شجر آج دنیا کے 214 ملکوں پر سایہ فگن ہے۔ احمدیت ایک روحانی چشمہ ہے جس کے بارہ میں بانیٔ جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا تھا کہ

’’ہر قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

اے سننے والو سنو! اور غور سے سنو کہ یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری ہوچکی ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی بابرکت زندگی میں ہی احمدیت کے شجر طیبہ کو شیریں پھل لگنے شروع ہوگئے۔ پھر جب آپ کے وصال کے بعد خلافت احمدیہ کا آغاز ہوا تو ہر دورِ خلافت میں یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ آسمانِ احمدیت روشن ستاروں سے سجنے لگا اور اکنافِ عالم میں خلافت کی برکت سے یہ کہکشاں روشن تر ہونے لگی۔ ملک ملک مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے فداکار اور جانثار خدامِ احمدیت کی ایک لمبی فہرست ہے جو خلافتِ حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ احمدیت کی آغوش میں آئے اور احمدیت کے نور سے منور ہو کر امتِ واحدہ کا دلکش نظارہ پیش کرتے رہے اور یہ سلسلہ مسلسل جاری اور ترقی پذیر ہے۔ کیا ہی پرلطف نظارہ ہماری نظروں کے سامنے آتا ہے جب ایک طرف بلاد عربیہ میں السید منیر الحصنی، طٰہٰ قزق، مصطفیٰ ثابت اور حلمی الشافعی جیسے صلحاءُ العرب نظر آتے ہیں اور مغربی دنیا میں بشیر احمد آرچرڈ۔ عبدالسلام میڈسن۔ سوینڈ ہینسن۔ عبدالہادی کیوسی۔ ناصر احمد سکرونز اور ہدایت اللہ ہُبش جیسے ممتاز خدامِ دین پر نظر پڑتی ہے۔ روس میں راویل بخارائیو، چین میں محمد عثمان چاؤ، افریقن ممالک میں عبدالوہاب بن آدم، اسمٰعیل بی کے آڈو، عمری عبیدی اور سر ایف ایم سنگھاٹے جیسے وجودوں کی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے دینی خدمات کے ساتھ ملک و قوم کی بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ خدامِ دین اور بزرگوں کی یہ چند مثالیں ہیں جنہوں نے خلافت کے زیر سایہ بے لوث خدمات سرانجام دے کر عالمگیر وحدت کے انمٹ نقوش اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

عالمگیر وحدت کا ایک نمونہ۔ جلسہ سالانہ

عالمگیر وحدت کی ایک خوبصورت مثال جماعت احمدیہ کے عالمگیر جلسہ سالانہ میں نظر آتی ہے جس کا آغاز 1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے قادیان میں ہوا۔ پُرسوز دعاؤں سے جاری ہونے والا یہ جلسہ سالانہ اب ایک عالمگیر شجرۂ طیبہ بن چکا ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کا مرکزی جلسہ سالانہ اب ہر سال برطانیہ میں منعقد ہوتا ہے جو بلاشبہ خلافت کے زیرسایہ عالمگیر وحدت کا ایک فقید المثال روحانی اجتماع ہے جس میں اکنافِ عالم کے ایک سو سے زائد ممالک سے عشاقِ اسلام پروانہ وار شامل ہوتے ہیں۔ خلیفہ وقت کی بابرکت شمولیت اور

پرمعارف خطابات کی برکت سے یہ تین دن رات ایسا روحانی ماحول پیدا کر دیتے ہیں جو شاملینِ جلسہ کو روحانی سکون اور سرور عطا کرتا ہے۔ جو ایک دفعہ اس جلسہ میں شامل ہوجاتا ہے وہ بار بار آنے کی تمنا اور عزم لیکر واپس لوٹتا ہے۔ اس جلسہ سالانہ میں غیر از جماعت اور غیر مسلم معزز مہمان بھی اکنافِ عالم سے آتے ہیں اور برملا اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ اس روحانی جلسہ میں شامل ہو کر تو ہماری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ پُرامن اسلام کی زندہ تصویر دیکھ کر اور بالخصوص حضور انور کے پرمعارف خطابات سن کر اور حضور انور سے ملاقات کا شرف پا کر تو ہماری دنیا ہی بدل گئی ہے۔ مختلف رنگ ونسل اور قومیتوں کے لوگ اجنبیوں کی طرح آتے ہیں اور محبت بھرے جذباتِ اخوّت سے، ایک بار پھر واپس آنے کا عزم لے کر، بھیگی آنکھوں کے ساتھ، واپس جاتے ہیں۔ بلاشک وشبہ یہ روحانی جلسہ جس میں آپ سب اس وقت شامل ہیں اور جو برطانیہ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا سالانہ جلسہ ہے، خلافت کے زیر سایہ عالمگیر اخوّت اور وحدت کا بے مثال نمونہ ہے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بھی جلسہ کا یہی مقصد بیان فرمایا تھا کہ یہ جلسہ ’’تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے‘‘ ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341)

میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس محبت و پیار کی فضا اور باہم اخوّت اور وحدت کی مثال دنیا میں ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی ہے۔ لاریب آج بکھری اور ٹوٹی ہوئی انسانیت کو اکٹھا کرنے والی یہی خلافت احمدیہ ہے۔ ساری انسانیت کو ایک وحدت کی لڑی میں پرونے والی یہی واحد روحانی طاقت ہے!

عالمگیر وحدت کا ایمان افروز نمونہ۔ عالمی بیعت

خلافت کے سایہ میں جماعت احمدیہ ساری دنیا میں وحدتِ انسانیت کی علمبردار جماعت ہے۔ اس کا ایک دلربا نظارہ ہر سال جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ پر عالمی بیعت کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اس بیعت میں دنیا کے ساتوں براعظموں کا ایک ایک نمائندہ وقت کے روحانی امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور باقی سارے احباب اگلے شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر خلیفۂ وقت کے ساتھ ایک جسمانی رابطہ قائم کرتے ہیں اور پھر بیعت کے الفاظ اردو اور انگریزی میں دہراتے ہیں جبکہ دنیا کی متعدد زبانوں میں بیک وقت ان الفاظ کا ترجمہ دہرایا جاتا ہے۔ اس ساری کاروائی کی بازگشت ساری دنیا میں گونجتی ہے۔ سینکڑوں ممالک میں، ہر رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد بیک وقت جماعت احمدیہ عالمگیر میں داخل ہو کر وحدتِ اقوام کا ایسا روح پرور نظارہ پیش کرتے ہیں جو ساری دنیا میں اپنی نوعیت کا عدیم المثال نمونہ ہے۔

ابتلاؤں میں وحدت کی بقاء

ابتلاء اور مصائب الٰہی جماعتوں پر بھی آتے ہیں لیکن الٰہی جماعتوں پر ان کا اثر دنیاوی جماعتوں سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ الٰہی جماعتیں اپنے ایمان میں مستحکم اور ابتلاؤں کے سامنے ثابت قدم رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ وعدہ دیا ہوا ہے کہ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا (النور:56) کہ اللہ تعالیٰ ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ جماعت احمدیہ کی ساری تاریخ اس وعدہ الٰہی پر شاہدِ ناطق ہے۔ خلافت کے ہر دور میں عظیم الشان کامیابیوں کے ساتھ ساتھ مخالفتوں کے طوفان بھی اٹھتے رہے، سخت مشکل مراحل آتے رہے لیکن ہر موقعہ پر ساری کی ساری جماعت خلافت کے سایہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ثابت قدم اور متحد رہی اور من حیث الجماعت، ہر ابتلاء کے بعد پہلے سے زیادہ مضبوط ہو کر ابھری۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک ایک باب اس بات پر گواہ ہے کہ ہر ابتلاء جماعت کے لئے مزید استحکام اور ترقی کی نوید بن کر آیا۔ یہ سب کچھ محض اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم ہونے والی اس جماعت کے سر پر خلافت احمدیہ کا تاج سجایا گیا ہے۔ خلیفۂ وقت کا مقناطیسی وجود ہر مشکل گھڑی میں سایۂ رحمت بن کر ان کو متحد رکھنے کا ذریعہ ثابت ہوا۔ خلافت کے سایہ میں وحدت، اتحاد اور ترقی کے نظارے جماعت احمدیہ کو نصیب ہیں اور باقی دنیا اس سے محروم ہے!

ایک عالَم جل رہا ہے دھوپ میں بے سائباں
شکر ہے مولیٰ کہ ہمیں یہ سایۂ رحمت ملا

وحدت کا عالمگیر ذریعہ۔ MTA

ایک وقت وہ تھا جب ساری دنیا میں جماعت کے پاس اپنا کوئی نشریاتی نظام نہ تھا۔ نہ ریڈیو تھا نہ TV۔ کسی ریڈیو پر چند منٹوں کا وقت لینا بھی مشکل ہوتا تھا۔ اور پھر وہ وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے گویا چھپر پھاڑ کر

MTA کا عظیم عالمگیر تحفہ کچھ اس انداز میں اچانک مہیا کر دیا کہ کسی کو بھی اس کی توقع نہ تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

اسمعوصوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

کہ آسمان کی آواز سنو جو یہ اعلان کر رہی ہے کہ مسیح آ گیا۔ مسیح کا ظہور ہوگیا۔ آپ کا یہ اعلان ان آسمانی نشانوں سے متعلق تھا جو پے در پے ظاہر ہوکر آپ کی سچائی کا اعلان کر رہے تھے لیکن دیکھو کہ خدائے ذوالمنن نے کس طرح اس بات کو لفظاً اور معناً بھی حقیقت بنا دیا کہ آج سارے عالَم اسلام میں صرف ایک جماعت احمدیہ ہے جس کا اپنا ایک مستقل ٹیلی ویژن ہے جو 24 گھنٹے دنیا کی سب معروف زبانوں میں بیک وقت 8 چینلز پر اسلام واحدیت کا پیغام نشر کر رہا ہے۔ آج دنیا میں کسی اور مذہب کا کوئی ایسا نشریاتی ادارہ نہیں جس کی آواز بیک وقت ساری دنیا کے چپہ چپہ میں سنائی دیتی ہو اور ساری دنیا کو وحدت کا پیغام دیا جاتا ہو۔ اے دنیا کے بسنے والو! اے جزائر کے رہنے والو! اے جنگلات کے باسیو! اٹھو! اپنے ٹیلی ویژن ON کر کے اس آسمانی آواز کو سنو جو آج تمہارے گھروں میں پہنچ چکی ہے۔ ہاں یہ وہی آواز ہے جو ایک زمانہ میں قادیان سے اٹھی تھی اور اب دیکھو کہ کس شان کے ساتھ اس کی صدائے دلنواز اور اس کی گونج سارے عالم میں سنائی دے رہی ہے!

گر نہیں عرشِ معلّٰی سے یہ ٹکراتی تو پھر
سب جہاں میں گونجتی ہے کیوں صدائے قادیاں

MTA کے ذریعہ عالمگیر وحدت کا کام دوطرح سے ہو رہا ہے۔ اس کے پروگراموں کے ذریعہ روحانی، علمی اور تربیتی وحدت کے نظارے اول طور پر جماعت احمدیہ میں نظر آتے ہیں۔ جو آواز خلیفۂ وقت کے مبارک ہونٹوں سے نکلتی ہے وہی آواز اکنافِ عالم میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدیوں کے دلوں کی صدا بن جاتی ہے۔ جمعہ کا دن آتا ہے تو ساری دنیا کے احمدی گوش برآوازِ آقا ہو جاتے ہیں۔ ہر خطبۂ جمعہ روحانیت کا ایک نیا جام لے کر آتا ہے جو دلوں میں علم و عرفان اور ایمان و یقین کے بیج بوتا چلا جاتا ہے۔ اس آواز کا اعجاز دیکھو کہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کے دلوں کے زنگ دھلتے چلے جاتے ہیں اور ایمان و یقین اور اطاعت کی کھیتیاں لہرانے لگتی ہیں۔ خطبہ جمعہ سن کر دنیا بھر کے احمدی اپنی سمتیں درست کرتے ہیں۔ عالمگیر وحدت کے اس اعجاز کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی!

پھر امام وقت کے خطبات اور دیگر پروگراموں سے صرف احمدی ہی فیض نہیں اٹھاتے بلکہ غیراز جماعت اور غیرمسلم حضرات بھی اس فیض عام سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایک غیر احمدی مُلّا کا واقعہ سن لیجئے۔ کافی عرصہ پہلے کی بات ہے ہندوستان کے ایک مبلغ نے مجھے بتایا کہ ان کے علاقہ کے ایک ملاں کے کان میں امام وقت کے خطبہ کی آواز پڑی تو انہیں بہت اچھا لگا۔ اتنی ہمت تو نہ تھی کہ کھلے بندوں خطبات سے استفادہ کرتے۔ انہوں نے ہر جمعہ کو اپنے کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے بند کر کے MTA پر خطبہ سننا شروع کیا۔ اتنا پسند آیا کہ نوٹس بھی لینے لگے اور اگلے جمعہ کے دن انہی نوٹس کی بنیاد پر اپنا خطبہ بیان کرنے لگے۔ دو تین ہفتوں کے بعد ان کا ایک مقتدی آیا اور کہنے لگا کہ مولانا! پہلے تو آپ کے خطبات بہت سادہ ہوتے تھے لیکن اب ان خطبات میں روحانیت کی باتیں ہوتی ہیں جو دلوں پر اثر کرتی ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ ملاں نے کہا کہ میں یہ تبصرہ سن کر خوش تو بہت ہوا لیکن اصل وجہ بتانے کی جرأت نہ کر سکا!

یہ تو ایک مثال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ MTA سے استفادہ کرنے والے غیر احمدی اور غیرمسلم حضرات میں سے سعید فطرت لوگ اس نورِ معرفت کو پاکر بکثرت احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اور اس طرح ان ممالک میں بھی احمدیت کا فیض پھیل رہا ہے جہاں کھلے بندوں تبلیغ کی اجازت نہیں۔

ایمان افروز جلوے

خلافت کے زیرسایہ عالمگیر وحدت اور تائید الٰہی کے ایمان افروز نظارے ہر آن اور ہر جگہ دکھائی دیتے ہیں۔ ذرا ایک نظر ڈالتے ہیں۔

خلافتِ خامسہ کا آغاز ہوتے ہی وحدت کا کیا دلفریب نظارہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو دکھایا کہ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد، حضور انور ایدہ اللہ کے پہلے ارشاد کی تعمیل میں سارا عالَم احمدیت فوراً بیٹھ گیا حتی کہ سات سمندر پار کے احمدی بھی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ پھر خلافت جوبلی کے جلسہ میں ایک فرمان پر سارا عالَم احمدیت کھڑا ہوگیا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ نے خلافت سے وفاداری، اطاعت اور قربانی کا عہد لیا تو یوں لگتا تھا کہ سارا عالَم احمدیت سمٹ کر حضور انور کی مٹھی میں آ گیا ہے!

حضور انور غانا گئے تو دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ حضور انور لوائے احمدیت بلند فرما رہے تھے اور ساتھ ہی صدر مملکت اپنے ملک کا جھنڈا بلند کر رہے تھے۔ ایسا نظارہ کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد کے افتتاح کے موقع پر بھی دیکھنے میں آیا۔ حضور انور نے لوائے احمدیت اور ملک کے وزیراعظم نے کینیڈا کا جھنڈا بلند کیا۔

ایک وقت تھا کہ جماعت کے مبلغین تبلیغ کے لئے کسی ملک جاتے تو انہیں جیل میں ڈال دیا جاتا تھا اور اب یہ زمانہ آ گیا ہے کہ خلیفۂ وقت دورہ پر جاتے ہیں تو کئی ممالک میں انہیں سرکاری طور پر خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ حکومت کے کارندے اپنے شہروں کی چابیاں خلفاء کی خدمت میں پیش کرنا اپنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ مختلف سربراہان مملکت حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ملکی معاملات میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں اور دعا کی بھی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی تائید و نصرت کا ہر روز ایک نیا باب کھلتا چلا جاتا ہے!

یہ پذیرائی، یہ عزت، یہ مقبولیت اور عالمگیر وحدت کے روح پرور نظارے ہم جس کثرت سے دیکھ رہے ہیں یہ سب اس خدائے ذوالجلال کی دین ہے جو ہر عزت و عظمت کا سرچشمہ ہے۔ دنیا کی نظر میں خلیفۂ وقت کے پاس نہ کوئی تاج ہے اور نہ کوئی تخت، نہ کوئی حکومت نہ کوئی فوج۔ لیکن دیکھو! کہ وہ خدائی تائید و نصرت کی برکت سے 'عالمگیر وحدت کا زندہ نشان بن کر' اکنافِ عالم میں اپنوں اور غیروں کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے۔ کیا یہ قدرت الٰہی کا کرشمہ نہیں کہ یہ بظاہر بے تاج لیکن روحانی بادشاہ آج کروڑوں دلوں کی دھڑکن بنا ہوا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

خلافت احمدیہ کے زیر سایہ۔ وحدت ہی وحدت

آج امتِ مسلمہ اپنی بدقسمتی سے ذہنی، فکری اور نظریاتی لحاظ سے انتشار اور افتراق کا شکار ہوچکی ہے۔ اس بھیانک پس منظر میں جماعت احمدیہ کی ایک واحد مثال ہے جو اپنے سربراہ کے ہاتھ پر متحد اور منظم ہے اور سربراہ بھی وہ جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا کیا ہے۔ وہی خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ اس کی راہنمائی کرتا ہے اور اس نعمتِ خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ میں ہر پہلو سے وحدت ہی وحدت نظر آتی ہے۔ اختصار کے ساتھ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

جماعت احمدیہ ایک خلیفۂ وقت کی قیادت اور راہنمائی میں چلنے والی جماعت ہے۔ خلافت کی برکت سے جماعت کے اندر نظریاتی اور فکری وحدت کے ساتھ ساتھ عملی وحدت بھی پائی جاتی ہے۔ جس طرف خلیفۂ وقت کی نگاہ اٹھتی ہے یا کسی جانب ہلکا سا بھی اشارہ ہوتا ہے، سارے احمدیوں کا رخ فوری طور پر اسی طرف ہوجاتا ہے۔ اِسی وحدت میں جماعت احمدیہ کی عظمت اور ترقی کا راز مضمر ہے۔

جماعت کے اندر نظریاتی اور فکری وحدت کے قیام کے لئے ایک جامع نظام جاری ہے۔ ساری دنیا میں مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے 13 جامعات قائم ہیں جہاں ایک جیسا نصابِ تعلیم جاری ہے جس سے عالمگیر وحدت پیدا ہوتی ہے۔

دینی امور میں راہنمائی کے لئے افتاء کا نظام جاری ہے جو خلیفۂ وقت کی نگرانی اور راہنمائی میں کام کرتا ہے اور نظریاتی وحدت کو قائم رکھتا ہے۔

جماعت کے اندر ذیلی تنظیموں کا نظام بھی خلیفۂ وقت کی راہنمائی میں کام کرتا ہے اور باہم کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

خلافت کے زیرسایہ ہر ملک میں مجلس مشاورت کا نظام بھی جاری ہے۔ یہ نظام بھی جماعت کی وحدت اور نظریات وخیالات کی یکسانیت کو فروغ دیتا ہے۔

رمضان اور عیدین کے موقعہ پر عام مسلمانوں میں اختلاف ایک معمول بن گیا ہے لیکن خلافت کی راہنمائی میں جماعت احمدیہ کے اندر اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ مطالع کے اختلاف سے مختلف ممالک میں الگ الگ تاریخیں ہوسکتی ہیں مگر سب کا فیصلہ ایک متفقہ اصول کے تابع ہوتا ہے جس کو خلافت کی سند حاصل ہے۔

خلیفۂ وقت کا خطبہ جمعہ ساری جماعت کی یکساں اور بروقت راہنمائی کا ذریعہ ہے اس طرح ساری جماعت میں ایک نظریاتی اور فکری وحدت پیدا ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے علاوہ یہ نعمت کسی اور جماعت کو نصیب نہیں۔

خلافت احمدیہ میں خلیفۂ وقت کا وجود مرکزی محوری حیثیت رکھتا ہے اور سارا نظام خلیفہ وقت کے اشارہ پر متحرک ہوتا ہے ساری جماعت یک جان ہو کر ایک سمت میں حرکت کرتی ہے۔ اس اتحاد اور وحدت کی برکت سے غیرمعمولی قوت اور شوکت نصیب ہوتی ہے۔

ساری دنیا میں جماعت کے اصول و قواعد یکساں ہیں۔ اس وجہ سے ہرجگہ یکساں طرزِ عمل نظر آتا ہے جو وحدت کا شاہکار ہے۔

الغرض خلافت کے زیر سایہ وحدت ہی وحدت نظر آتی ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کا نظارہ اگر کسی جماعت میں نظر آتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ مسلمہ ہے!

دورِ خلافت خامسہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت خامسہ کے بارہ میں کیا فرمایا ہے یہ اہم حوالہ خاص توجہ سے سننے کے لائق ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ دور.....انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ میں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ میں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُرمعصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ

اللہ تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ بڑھتا رہے گا۔‘‘

(خطاب 27 مئی 2008۔ الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی 2008 صفحہ 11)

خلافت کے زیرسایہ جماعت احمدیہ کی وحدت اور اکنافِ عالم میں روز افزوں ترقیات کو دیکھ کر آج دشمنانِ احمدیت لرزہ براندام ہیں۔ حسد کی آگ میں جلتے ہوئے، مختلف ممالک میں مخالفت اور ظلم وستم کے طوفان اٹھ رہے ہیں۔ ہم خدائی دعووں پر کامل یقین رکھنے والے ہیں۔ ہمارے پیارے امام کو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ عطا فرمایا ہے کہ اِنی مَعَکَ یا مسرور۔ پس خدائی معیت اور نصرت کا سایہ ہمارے سر پر ہے اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اطاعت اور وحدت کا بے مثل نمونہ بنتے ہوئے ان سب دعووں کو سچ کر دکھائیں جو ہم ہر بار تجدید بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک، ہر بار یہ کہتا ہے اور سینکڑوں بار کہتا آیا ہے کہ اے میرے آقا! میں آپ کے ہر حکم پر، آپ کے ہر اشارہ پر، آپ کی ہر خواہش پر سو جان سے قربان۔ آپ مجھے جو بھی ارشاد فرمائیں گے۔ جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور اپنے عہدِ بیعت کی ایک ایک بات کو عمل کی دنیا میں سچ کر دکھاؤں گا۔

پس اے احمدیت کے جانثارو! اور خلافت احمدیہ کے پروانو! اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے سارے عہد و پیمان واقعی سچ کر دکھائیں۔ ہمارے اسلاف نے وحدت اور قربانی کے جو نمونے دکھائے ان کو پھر تازہ کریں کہ ہم بھی تو اطاعت اور وفا کے دعووں میں ان سے پیچھے نہیں۔ دیکھو! ہمارا محبوب آقا، مسیحِ محمدی کا خلیفہ، اس دور میں حقیقی اسلام کا سالارِ اعظم اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ، جس کے دستِ مبارک پر ہم نے سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ وہ کتنے پیار سے ہمیں دعوتِ عمل دے رہا ہے۔ آؤ! خلافت سے وفا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آؤ! اور آج ہم سب یہ سچا عزم کر لیں کہ ہم خلافتِ احمدیہ کی حفاظت اور استحکام کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گے، خلیفۂ وقت کے دست و بازو اور ادنیٰ چاکر بن کر ہمیشہ اس کی ہر آواز پر سچے دل سے لبیک کہیں گے اور ہمیشہ گوش بر آوازِ آقا رہیں گے!

حضور انور کی خدمت اقدس میں ہم عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے محبوب آقا! آپ نیکی کی جس جس راہ کی طرف بھی ہمیں بلائیں گے ہم دیوانہ وار آپ کے اشاروں پر اپنی جان، مال، وقت اور عزت، آبرو ہر چیز قربان کر دیں گے۔ ہماری زندگی اور ہماری موت خلافت کے قدموں میں ہوگی اور ہم میں سے ایک ایک فرد خدا کو گواہ بنا کر آج اپنے اس عزم کو پھر سے تازہ کرتا ہے کہ ہم آپ کے مبارک الفاظ کو اپنے سینوں میں جگہ دیں گے۔ ان کو عمل کے سانچوں میں ڈھالیں گے اور آپ کی ہر ہدایت پر اس طرح والہانہ لبیک کہیں گے کہ اطاعت کے پیکر، فرشتے بھی اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھیں!۔ اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس عاجزانہ عزم کو پورا کرسکیں اور زندگی کے آخری سانس تک وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھاتے چلے جائیں۔ آمین

تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہاں میکدے کی وہی ہے خو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی جام ہے، وہی ہے سبو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی موسموں کے بیان تھے، کبھی وادیوں کے تھے تذکرے
کبھی خوشبوؤں کی تھی گفتگو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

انہیں راستوں کی طوالتیں، نہ تھکا سکی تھیں ہمیں کبھی
کہ تھکا گئی تری آرزو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یونہی دیکھنا کبھی ریل کو، کبھی راہیوں کے وجود کو
مجھے ڈھونڈنا ترا چار سو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی تتلیوں کی تلاش میں یونہی بھاگنا وہ دبے دبے
کبھی جگنوؤں کی تھی جستجو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی خوشبوؤں کی تھیں یورشیں، کبھی وارداتیں بہار کی
ہمیں پھول تھے، ہمیں رنگ و بو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی راستوں نے تھکا دیا تو سڑک سے ہٹ کے ڈرے ڈرے
ترا بیٹھنا مرے روبرو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ترا نام سجدوں میں لے لیا کہ مری جبیں تھی زمین پر
مری چاہ بھی تو تھی باوضو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یونہی وقت نے ہے رلا دیا ترے حسن کو، مری چاہ کو
کبھی ہم بھی تم بھی تھے خوبرو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ قیامتیں، وہ مصیبتیں، جنہیں سوچ سوچ کے اے فراز!
مرا دل ہوا ہے لہو لہو، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

اطہر حفیظ فراز

مولانا عبدالسمیع خان۔استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

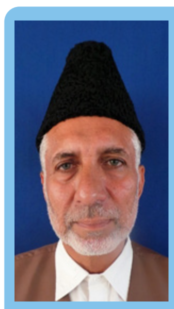

خلافت ثالثہ کی ایک عظیم تحریک جو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگئی

تحریک وقف عارضی ۔ کم از کم 15 دن خدا کی خاطر گزارنے کا نام

اصلاح نفس، خدمت قرآن، نمازوں اور دعاؤں کا نہایت عمدہ موقع

وقف زندگی کا بے مثال نظام

جماعت احمدیہ کی ایک امتیازی خصوصیت جو اس کو ہر دوسری جماعت سے جدا کرتی ہے وہ وقف زندگی کا نظام ہے۔ دنیا میں بے شمار ادارے اور تنظیمیں موجود ہیں اور اپنے اپنے مقاصد کے لئے بہت قربانیاں کرنے والے بھی ہیں مگر جس عظمت اور فدائیت کے ساتھ جماعت احمدیہ میں وقف زندگی کا نظام جاری ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔’’میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں … کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ، ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 370)

اس ارشاد کے تابع جماعت میں وقف زندگی کا بے مثال نظام جاری ہوا۔ جو اپنے اندر کئی سطحیں اور جہات رکھتا ہے۔ وقف کی سب سے اعلیٰ قسم وہ ہے جس میں ایک احمدی اپنی ساری زندگی کلیۃً امام وقت کے حضور پیش کرتا ہے۔ اس کی پہلی تحریک حضرت مسیح موعود نے 1907ء میں فرمائی جس پر ابتداءً 13 خوش نصیبوں نے لبیک کہا اور ان کی اتباع میں سینکڑوں دیوانے آتے چلے گئے۔

واقفین زندگی کی خدمات

ان واقفین نے سلسلہ کے انتظامی امور کی باگ ڈور بھی سنبھالی اور نظام تبلیغ کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ 1934ء میں تحریک جدید کے قیام کے ساتھ تبلیغ کا ایک مربوط نظام قائم ہوا اور ان سرفروشوں نے اعلائے کلمہ حق کے لئے خون بہائے، ماریں کھائیں، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ بیوی بچوں سے مدتوں جدا رہے۔ مگر اعلائے کلمہ حق کی خاطر وہ ہر مشکل کو جھیلتے رہے اور آج احمدیت جو 213 ملکوں میں لہلہا رہی ہے اس میں ایک بڑا حصہ ان فاقہ مستوں اور عزم کے کوہساروں کا بھی ہے جنہوں نے زندگیاں اس کام میں گزار دیں۔

واقفین نو

اسی برگزیدہ گروہ کا ایک تازہ حصہ واقفین نو کا بھی ہے۔ جو 70ہزار سے زائد کی تعداد میں اچھلتے کودتے میدان وغا میں داخل ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس سکیم میں والدین بچے کی پیدائش سے پہلے بچے کو وقف کرتے ہیں اور بچہ شعور کی عمر کو پہنچ کر اس وقف کی تجدید کرتا ہے۔ یہ واقفین جامعہ احمدیہ میں اور زندگی کے مختلف میدانوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی راہ پر گامزن ہیں۔

معلمین وقف جدید

اس ہراول دستہ کی روحانی فتوحات کو دوام بخشنے اور نئے دلوں میں احمدیت کو پختہ کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود نے 1957ء میں وقف جدید کی بنیاد ڈالی اور بہت سے معلمین اس نظام کے تحت زندگی وقف کر کے قربانیوں مگر خاموشی کے ساتھ احمدیت کی جڑیں مضبوط کرتے چلے جا رہے ہیں۔

نصرت جہاں سکیم

وقف کا ایک سلسلہ ڈاکٹرز اور ٹیچرز سے بھی تعلق رکھتا ہے جو مجلس نصرت جہاں کے تحت کچھ سال وقف کر کے افریقہ کے دور دراز اور مہذب دنیا سے کٹے ہوئے علاقوں میں خدمات بجا لا رہے ہیں۔

وقف بعد ریٹائرمنٹ۔ وقف بعد ریٹائرمنٹ کی سکیم پر بھی بیسیوں لوگوں نے لبیک کہا اور کئی شعبوں میں بھاری ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ احمدی ڈاکٹر اور انجینئر بھی اپنے اپنے شعبوں کے حوالہ سے بے پناہ خدمات بجا لا رہے ہیں

تحریک وقف عارضی کا اجراء

ان کے علاوہ بھی بے شمار سینے ایسے ہیں جن میں وقف کرنے کی لو تو جلتی رہتی ہے مگر مختلف مجبوریوں اور ذمہ داریوں کی بناء پر پوری زندگی یا لمبے عرصہ کے لئے وقف نہیں کر سکتے۔ ایسے دلوں کی تسکین کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خدا تعالیٰ کی رہنمائی سے وقف کا ایک اور دروازہ کھولا جو وقف عارضی کے نام سے موسوم ہے۔

وقف عارضی کا مقصد

18 مارچ 1966ء کو حضورؒ نے وقف عارضی کی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ مرور زمانہ سے بہت سی جماعتوں میں سستی پیدا ہو چکی ہے اور جتنے مربیان اور معلمین ہمیں درکار ہیں اتنی تعداد میں میسر نہیں۔ اس لئے آپ نے جماعت کو تحریک کی کہ وہ سال میں 2 تا 6 ہفتے جماعتی انتظام کے تحت وقف کریں۔ سفر اور طعام کا خرچ خود برداشت کریں اور یہ دن عبادت، دعاؤں، احباب جماعت کی تربیت اور خدمت دین میں گزاریں۔

حضور نے فرمایا:

’’میں جماعت میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں اور ان کے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے انہیں بجالانے کی پوری کوشش کریں‘‘۔

(الفضل 23 مارچ 1966ء)

ہر طبقہ حصہ لے

حضورؒ نے جماعت کے تمام طبقات اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب کو اس میں شمولیت کی دعوت دی اور فرمایا کہ کم سے کم 15 دن خدا کی خاطر دنیاوی کاموں سے رخصت لیں یا چھٹی کا حق خدا کی خاطر استعمال کریں۔ آپ نے سالانہ 5 ہزار واقفین عارضی کی تحریک کی۔ آپ نے سکولوں، کالجوں کے اساتذہ، پروفیسرز، طالبعلموں، گورنمنٹ ملازمین اور وکلاء کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ کیا۔ نیز احمدی خواتین کو اپنے علاقوں میں وقف عارضی کرنے کی ہدایت کی نیز ان کو خاوندوں، والدیا بھائیوں کے ساتھ دوسری جگہ جانے کی اجازت عطا فرمائی اور بڑی تفصیل کے ساتھ واقفین عارضی کی ذمہ داریاں اور وقف عارضی کی برکات بیان فرمائیں۔

جماعتی کارکن بھی اس تحریک میں شرکت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں الفضل میں یہ اعلان شائع ہوا۔’’معلوم ہوا ہے کہ کارکنان سلسلہ میں سے بعض کو یہ غلط فہمی لگی ہے کہ انہیں وقف عارضی میں شمولیت کی ضرورت نہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں کوئی استثناء نہیں۔ جملہ کارکنوں کو اپنی رخصت لے کر وقف عارضی میں شامل

ہونا چاہئے اور اس ثواب سے حصہ لینا چاہئے۔''

(الفضل 5 اپریل 1967ء)

احباب جماعت نے اس تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور حضور کے 17 سالہ دور خلافت میں 1966ء تا 1982ء قریباً 40 ہزار افراد نے اس میں شرکت کی سعادت پائی اور دل ٹھنڈے کئے۔

تعلیم القرآن کا فروغ

اس تحریک کا مرکزی نکتہ قرآن کی تعلیم کو عام کرنا تھا۔ چنانچہ جگہ جگہ قرآن پڑھنے پڑھانے کی کلاسیں گویا فیکٹریوں میں تبدیل ہوگئیں اور مربیان اور معلمین کی تعداد میں کمی کی وجہ سے جو کام سست ہورہا تھا اس نے دوبارہ رفتار پکڑ لی۔ اسی مقصد کے لئے حضورؒ نے تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی ایک نظارت قائم فرمائی۔ جس کی رہنمائی میں واقفین عارضی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اسی طرح حضورؒ نے مجلس موصیان کا بھی اس نظارت سے گہرا رابطہ قائم فرمایا۔

بشریٰ لکم

اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس تحریک کی کامیابی اور اس کے ذریعہ قرآنی انوار کے پھیلنے کی بشارت بھی دی۔ حضور نے 5 اگست 1966ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا: ''ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت دعاؤں میں مصروف تھا۔ اس وقت عالم بیداری میں میں نے دیکھا کہ جس طرح بجلی چمکتی ہے اور زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک روشن کر دیتی ہے اسی طرح ایک نور ظاہر ہوا اور اس نے زمین کو ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک ڈھانپ لیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس نور کا ایک حصہ جیسے جمع ہورہا ہے۔ پھر اس نے الفاظ کا جامہ پہنا اور ایک پُرشوکت آواز فضا میں گونجی جو اس نور سے ہی بنی ہوئی تھی اور وہ یہ تھی۔ ''بشریٰ لکم'' یہ ایک بڑی بشارت تھی لیکن اس کا ظاہر کرنا ضروری نہ تھا۔ ہاں دل میں ایک خلش تھی اور خواہش تھی کہ جس نور کو میں نے زمین کو ڈھانپتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زمین کو منور کر دیا ہے۔ اس کی تعبیر بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مجھے سمجھائے۔ چنانچہ وہ ہمارا خدا جو بڑا ہی فضل کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اس نے خود اس کی تعبیر اس طرح سمجھائی کہ گزشتہ پیر کے دن میں ظہر کی نماز پڑھا رہا تھا اور تیسری رکعت کے قیام میں تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا ہے اور اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نور میں نے اس دن دیکھا تھا وہ قرآن کا نور ہے جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقف کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہم میں برکت ڈالے گا اور انوار قرآن اسی طرح زمین پر محیط ہوجائیں گے جس طرح اس نور کو میں نے زمین پر محیط ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 344)

اس نور کا پرتو واقفین عارضی پر بھی ہوا

ایک دوست نے اپنا عرصہ وقف عارضی پورا کرنے کے بعد اپنی مفصل رپورٹ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں اپنی مندرجہ ذیل دو خوابیں بھی لکھیں۔ ان کے مطالعہ سے وقف عارضی کی نیک تحریک کے عظیم فوائد اور روحانی برکات پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

1-میں نے خواب میں دیکھا کہ جب میں وقف سے واپس گیا ہوں تو میں نے اپنے کمرے میں بہت تیز روشنی جو بجلی کی تھی دیکھی اور پھر دیکھا کہ میرے کمرے میں بہت سامان پڑا ہے۔ حالانکہ وہ سامان میں رکھ کر نہیں آیا تھا۔ اسی طرح واپسی پر اللہ تعالیٰ نے مجھے نور دکھایا۔ نہ صرف نور دکھایا بلکہ بہت سامان بھی دیا اور یہ تمام نظارہ میں نے اپنے ایک دوست کو بھی دکھایا۔

2-میں نے دیکھا کہ ربوہ میں ایک بہت بڑا اجتماع ہے۔ بہت سے احمدی دوست ربوہ میں اکٹھے ہورہے ہیں۔ میں بھی ربوہ گیا ہوں۔ اتنی دیر میں نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور انور نماز پڑھائیں گے۔ میں بھی مسجد میں گیا تو وہاں دیکھا کہ حضور انور وہاں جلوہ افروز ہیں اور آپ کا چہرہ بہت منور ہے۔ آپ ایک ایک احمدی کو بلا کر اسے بتاتے ہیں کہ یہ کام یوں کرو۔ ہاتھ یہاں رکھو۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپ ہر ایک کا سینہ چاک کر کے تمام گند باہر نکال کر پھینکتے جاتے ہیں۔ اس طرح ہر احمدی پاک اور طیب ہوتا جاتا ہے۔

(الفضل یکم ستمبر 1966ء)

وسعت پذیر تحریک

بیرونی ممالک کے احمدیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے ممالک میں وقف عارضی کریں۔ مگر بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس بابرکت تحریک کو دوسرے ممالک میں وسعت دیتے ہوئے فرمایا: ''جو پاکستان کے علاوہ ممالک ہیں انگلستان ہے یا جرمنی ہے یا ناروے ہے۔ اسی طرح افریقن ممالک ہیں ہندوستان میں آجکل خدا کے فضل سے کثرت سے تبلیغ ہورہی ہے اور جوق در جوق بعض جگہ لوگ اسلام میں داخل ہورہے ہیں ان سب جگہوں میں وقف عارضی کے نظام کو دوبارہ زندہ کرنا بے حد ضروری ہے۔'' (خطبہ جمعہ 11 مئی 1990ء) حضور نے سپین اور امریکہ میں بھی وقف عارضی کی تحریک کی اور فرمایا کہ احباب اپنی چھٹیاں وہاں گزاریں اور احمدیت کا تعارف کرائیں۔

(الفضل سالانہ نمبر 1996ء صفحہ 19)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی تحریک کو دہراتے ہوئے فرمایا:۔

''یورپ کے بہت سے احمدی سیر کرنے بھی سپین جاتے ہیں یا مختلف جگہوں پر جاتے ہیں۔ اگر ادھر ادھر جانے کی بجائے سپین کی طرف رخ کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک دفعہ تحریک فرمائی تھی کہ سپین میں وقف عارضی کے لئے جائیں۔ سیر بھی ہوجائے گی اور اللہ کا پیغام پہنچانے کا ثواب بھی مل جائے گا۔ تو اس طرف میں احمدیوں کو دوبارہ متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے ملکوں کے امراء کے ذریعے سے جو اس طرح وقف عارضی کر کے سپین جانا چاہتے ہوں، امراء کی وساطت سے وکالت تبشیر میں اپنے نام بھجوائیں۔''

(الفضل 10 مئی 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے مجلس مشاورت پاکستان 2004ء کے موقع پر جماعت کو بڑے زور سے اس تحریک کی طرف متوجہ کیا اور فرمایا ''میری ممبران شوریٰ سے یہ درخواست ہے کہ یہ ارادہ کر کے جائیں کہ اس سال ہم نے ربوہ کے علاوہ باہر سے پانچ ہزار واقفین عارضی مہیا کرنے ہیں جو وفود کی شکل میں مختلف جماعتوں میں جائیں۔ انشاء اللہ وفود کی اپنی تربیت بھی ہوگی اور جماعت کی تربیت میں بھی مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ پر چلائے تقویٰ پر قائم رکھے اور ہمیشہ تقویٰ کے ساتھ اپنے کئے ہوئے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق دے۔'' (الفضل 5 اپریل 2004ء) حضور اقدس نے متعدد مرتبہ جماعت کے عہدیداروں کو توجہ دلائی کہ وہ وقف عارضی میں حصہ لے کر احباب جماعت کے لئے نمونہ قائم کریں۔

وقف عارضی کی برکات

جن لوگوں نے تحریک وقف عارضی میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ نے ان پر انفرادی اور اجتماعی طور پر مختلف رنگوں میں بے پناہ فضل نازل فرمائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک موقع پر ان افضال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اس تحریک میں حصہ لینے والے ان پڑھ تھے یا کم پڑھے ہوئے تھے یا بڑے عالم تھے۔ چھوٹی عمر کے تھے یا بڑی عمر کے، اللہ تعالیٰ نے ان پر قطع نظر ان کی عمر، علم اور تجربہ کے (کہ اس لحاظ سے ان میں بڑا ہی تفاوت تھا) اپنے فضل کے نزول میں کوئی فرق نہیں کیا۔ اس عرصہ میں ان سب پر اللہ تعالیٰ کا ایک جیسا فضل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اور اس کے فضل سے 99 فیصدی واقفین عارضی نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا دل اس احساس سے لبریز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عرصہ میں اس پر اتنے فضل نازل کئے ہیں کہ وہ اس کا شکر ادا نہیں کرسکتا اور اس کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ خدا کرے اسے آئندہ بھی اس وقف عارضی کی تحریک میں حصہ لینے کی توفیق ملتی رہے اور بعض جماعتوں نے تو یہ محسوس کیا کہ گویا انہوں نے نئے سرے سے ایک احمدی کی زندگی اور اس کی برکات حاصل کی ہیں۔ ان کی غفلتیں ان سے دور ہوگئی ہیں اور ان میں ایک نئی روح پیدا ہوگی۔ ان میں سے بہتوں نے تہجد کی نماز پڑھنی شروع کردی اور جو بچے تھے انہوں نے اپنی عمر کے مطابق بڑے جوش اور اخلاص کے ساتھ قرآن کریم، نماز یا نماز کا ترجمہ اور دوسرے مسائل سیکھنے شروع کئے۔ غرض واقفین عارضی کے جانے کی وجہ سے ساری جماعت میں ایک نئی زندگی ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے خود واقفین عارضی نے محسوس کیا کہ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑے فضل نازل کئے، بڑی برکتیں نازل کیں۔ ان میں سے بعض اپنا عرصہ پورا کرنے کے بعد واپس آکر مجھے ملے تو ہر فقرہ کے بعد ان کی زبان سے یہ نکلتا تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے بڑے نمونے دیکھے ہیں۔ ان کے منہ سے اور ان کی زبان سے خود بخود اس قسم کے فقرے نکل رہے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور برکت سے کیا ہے نہ کہ ہماری کسی خوبی کے نتیجہ میں۔'' (خطبات ناصر جلد اول صفحہ 402) وقف عارضی کرنے والوں کے تجربات اور واقعات کی روشنی میں چند برکات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

تعلق باللہ

انسان دنیا سے نسبتاً کٹ کر 15 دن اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے خدمت دین میں گزارتا ہے۔ اس کا یہ عرصہ بنیادی طور پر نمازوں اور دعاؤں میں گزرتا ہے۔ اس لئے بہت سے واقفین عارضی نے محسوس کیا کہ حالت قیام میں نمازوں میں جو سستی ہوتی تھی وہ ختم ہوگئی باجماعت نماز کے ساتھ تہجد کی عادت بھی پڑ گئی۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کی نصرتوں اور فضلوں کے نظارے دیکھنے لگے۔

خدا نے سیراب کر دیا

وقف جدید کے ایک معلم بیان کرتے ہیں:’’ہمارے علاقہ کے ایک بزرگ کا واقعہ ہے جب وہ چھ ہفتے کے وقف عارضی پر جانے لگے تو گندم کی بوائی کا موسم تھا گندم کاشت کی تو اپنے کھیت میں کھڑے ہو کر کہا اب پانی اسے خدا دے گا۔ یہ علاقہ بارانی تھا بارش کے پانی سے ہی فصل نے تیار ہونا تھا۔ دوسرا یہ کہ بارانی علاقہ والی فصل میں اگر پانی کو روکا نہ جائے تو وہ اچھی طرح سیراب نہیں ہوتی۔ کیونکہ زمین ریتلی ہوتی ہے۔ آناً فاناً پانی خشک ہو جاتا ہے یا آگے نکل جاتا ہے۔ بیوی بچوں نے کہا آپ تو جا رہے ہیں آپ نے گندم کاشت کی ہے علاقہ بارانی ہے اور اس کے پانی کو کون سنبھالے گا۔ کہنے لگے میرے خلیفہ کا حکم ہے میں نے جانا ضرور ہے۔ فصل میں نے کاشت کر دی ہے اب خدا اس کو سیراب کرے گا۔ چنانچہ وہ بزرگ وقف عارضی پر چلے گئے۔ روایت کرنے والے بتاتے ہیں کہ جب بھی ان کی فصل کو پانی کی ضرورت پیش آئی تو ہم نے اس فصل پر بارش برستے دیکھی جب بزرگ اپنی وقف عارضی پوری کر کے واپس لوٹے۔ اپنی فصل کی طرف گئے تو تمام دوسرے لوگوں کی فصل سے ان کی فصل اوپر لہلہا رہی تھی۔‘‘

(الفضل 13 مارچ 2006ء)

سکون قلب

ایک معلم بیان کرتے ہیں کہ خاکسار نے ایک دوست کو وقف عارضی کی طرف توجہ دلائی کہنے لگے شوق تو ہے لیکن دنیوی اور گھریلو کام بہت ہیں۔ توجہ دلائی کہ اگر آپ کچھ عرصہ کے لئے اپنے کام چھوڑ کر ایک دینی کام کے لئے چلے جائیں گے تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے کر کے تو دیکھیں۔ ایک دن خود ہی فارم اٹھالائے کہنے لگے میرا فارم پُر کر دیں خاکسار نے دعا کرتے ہوئے فارم پُر کر دیا۔ ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد و تعلیم القرآن و وقف عارضی سے ان کو خط ملا۔ ہاتھ میں خط لئے خاکسار کے پاس آئے کہنے لگے معلم صاحب وقف عارضی کا وعدہ تو آپ نے مجھ سے کرا لیا لیکن میں تو اتنا پڑھا لکھا نہیں۔ وقف عارضی پر جانے میں ابھی کچھ دن باقی تھے۔ خاکسار نے انہیں تیاری کرائی اور وہ خوشی کے ساتھ رخصت ہوئے۔ اپنا وقف شدہ عرصہ گزار کر واپس لوٹے۔ ایک دن ملاقات ہوئی کہنے لگے معلم صاحب میں تو بھولا ہوا تھا میں تو خیال کرتا تھا کہ مجھے ان دنوں سے کیا حاصل ہوگا۔ میں نے تو بہت کچھ پایا۔ مشکلات حل ہونے کے علاوہ مجھے زیادہ سکون قلب میسر ہوا ہے مجھے خوشی ہے کہ جب میں واپس لوٹ رہا تھا تو خدا سے میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ میرے ان دنوں کو قبول فرما اور ان ایام کی برکت سے مجھے تہجد کی بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری وہ دعا قبول کر لی اور دنیاوی لحاظ سے بھی مجھ پر بہت فضل فرمائے۔ آج بھی جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں آپ نے مجھے بہت ہی اچھے رستہ پر لگا دیا

(الفضل 13 مارچ 2006ء)

درد کافور ہوگئی

ایک واقف عارضی نے 1972ء میں سیرالیون میں وقف عارضی کی توفیق پائی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وقف عارضی سے قبل میرے گھٹنوں میں شدید درد شروع ہوگیا تھا اور میں نماز کرسی پر بیٹھ کر پڑھتا تھا۔ سجدہ میں جانا پھر تشہد کے لئے بیٹھنا بہت مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ جب میرا وقف عارضی منظوری ہوا اور مجھے Leicester جانے کا ارشاد ہوگیا یکدم عجب طرح کی پریشانی اور سخت اضطراب سا محسوس ہونے لگا۔ خیال آیا کہ وقف عارضی پر جاتا ہے وہاں احباب جماعت بہرحال یہ توقع رکھیں گے کہ مرکز کی طرف سے وقف عارضی پر آئے ہوئے نمازیں تو ضرور پڑھائیں گے۔ دل میں بہت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دردمندانہ اور عاجزانہ دعا کی کہ خدایا اگر میں وقف پر جاکر دوستوں کو نماز بھی نہ پڑھا سکا تو یہ نہایت افسوسناک بات ہوگی۔ الٰہی مجھے صحت دے اور اس قابل کردے کہ میں وہاں احباب کو باقاعدہ نماز پڑھا سکوں۔ میرے بیٹے نفیس مجھے پریشان دیکھ کر کہنے لگے کہ مجبوری ہے، جاکے صدر صاحب سے کہہ دیں کہ جو بھی نماز پڑھاتے ہیں پڑھاتے رہیں مجھے تکلیف ہے۔ میں تو بیٹھ کے نماز پڑھوں گا باقی درس و تدریس اور تربیت کے کام سرانجام دیتا رہوں گا۔ مجھے تسلی نہ ہوئی اللہ تعالیٰ کے حضور یہی دعا کی کہ خدایا خارق عادت طور پر میری مدد فرما۔ مجھے کچھ حوصلہ ہوا اور ہمت کر کے باوجود تکلیف کے گھر میں باقاعدہ امامت کروائی اور کھڑے ہو کر نماز پڑھائی میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ان شاء اللہ Leicester جاکر جو بھی ہو نماز باقاعدہ کھڑا ہو کر پڑھاؤں گا۔ سو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وقف عارضی کی پہلی عظیم الشان برکت تو یہ حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ مجیب الدعوات نے میری عاجزانہ دعا سنی اور مجھے ہمت دی کہ Leicester پہنچتے ہی میں نے باقاعدہ کھڑے ہو کر نماز پڑھانی شروع کر دی اور میں نے جو یہ سمجھ رکھا تھا کہ اب ساری زندگی کرسی پر بیٹھ کر ہی نمازوں کی ادائیگی ہوگی، وہ غلط تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کرسی پر بیٹھے بغیر باقاعدہ نمازیں پڑھ اور پڑھا رہا ہوں۔

(الفضل 28 اکتوبر 2005ء)

نئی روحانی زندگی

وقف عارضی کی سکیم قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا بہترین موقع ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:’’میں نے ایک بزرگ کو ایک ایسی جماعت میں بھیجا جو تعداد میں بہت بڑی ہے۔ انہوں نے وہاں جاکے مسجد میں ڈیرہ لگا لیا اور دعائیں کرنے لگ گئے۔ انہوں نے جماعت کو قرآن کریم پڑھنے کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے دیکھا کہ شروع میں جماعت پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ پہلے ہفتہ انہوں نے یہ رپورٹ بھیجی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت مر چکی ہے اور اس کے زندہ ہونے کی اب کوئی امید نہیں۔ دوسرے ہفتہ رپورٹ بھی اسی قسم کی تھی۔ تیسرے ہفتہ کی رپورٹ میں انہوں نے لکھا کہ میں نے پہلے جو رپورٹیں بھجوائی ہیں وہ سب غلط تھیں جماعت مری نہیں بلکہ زندہ ہے لیکن خواب غفلت میں پڑی ہوئی ہے۔ اگر اس کی تربیت کی جائے اور اسے جھنجھوڑا جائے تو اس کی زندگی کے آثار زیادہ نمایاں ہو جائیں گے۔ وہ زندگی جو جماعت ہائے احمدیہ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اپنے رب سے حاصل کی ہے۔

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 404)

ایک واقف عارضی نے اپنی رپورٹ میں لکھا۔ یہ تحریک بڑی بابرکت اور ایمان افروز اور اعلیٰ نتائج کی حامل ہے۔ اس تحریک سے جماعتوں کے اندر ایک نئی بیداری، روحانی تغیر اور بیداری کی روح پیدا ہوگئی ہے۔ یہ تحریک یقیناً ایک روحانی انقلاب لائے گی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقیات کا موجب ہوگی اور سرفروشان و مجاہدین کی جماعت پیدا کرے گی۔

(الفضل 10 مئی 1967ء)

خلوص کو خراج تحسین

واقفین عارضی جس محنت، خلوص اور سرفروشانہ جدوجہد سے قرآن کی تعلیم و تدریس میں مشغول رہتے ہیں وہ دیکھنے والوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ واقفین عارضی بستی طاہر خان میں پہنچے تو ان کی دیوانہ وار محنت کو دیکھ کر سیکرٹری مال نے لکھا:’’یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کا ایک معجزہ ہے کہ کتنی کتنی دور سے دوست اپنے کاروبار دنیوی چھوڑ کر دین کی خاطر اپنے خرچ پر شہروں کو چھوڑ کر جنگلوں میں تعلیم قرآن دیتے پھرتے ہیں۔ ہر قسم کی مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین‘‘

(الفضل 23 ستمبر 1966ء)

ایک واقف عارضی نے لکھا:’’وقف عارضی پر آنے سے پہلے دعوت الی اللہ اور تربیتی نقطہ نظر سے کچھ کتب کے مطالعہ کا موقع ملا۔ ضرورت کے مطابق کتب ساتھ بھی رکھیں اور خدا کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے کام شروع کیا۔ خود اپنے نفس کا محاسبہ کرنے اور اپنی اصلاح کا خوب خوب موقع ملا۔ بفضلہ تعالیٰ وقف عارضی کے دوران تہجد میں مزید باقاعدگی اور سلسلہ کی کتب کے مطالعہ میں انہماک میسر آیا۔ اس کے ساتھ وقف عارضی کا ایک اور بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن پاک کا پہلا پارہ اور بعض دوسرے حصے حفظ کر لئے اور یہ حفظ کا سلسلہ جاری ہے۔ وقف عارضی کی برکت سے مطالعہ کا غیر معمولی شوق پیدا ہوا۔ (الفضل 28 اکتوبر 2005ء) ایک صاحب نے اپنا عرصہ وقف گزارنے کے بعد حضور کی خدمت میں لکھا:’’سیدی! عاجز کی شادی کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا اور تاریخ بارات کے روز جو خوشی ہوئی تھی وہ وقف عارضی کے نتیجے میں حاصل ہونے والی قلبی بشاشت کے مقابلہ میں حقیر ترین ہوگئی۔ الحمد للہ زبان پر یہ شعر آرہا تھا

اس جہاں کو چھوڑنا ہے تیرے دیوانوں کا کام
نقد پالیتے ہیں وہ اور دوسرے امیدوار

خیال آتا تھا کہ وہ مبارک لوگ کس قدر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مورد ہیں جنہوں نے ساری زندگی دین کے لئے قربان کی ہوئی ہے۔

(الفضل 31 مارچ 1967ء)

ذاتی تجربہ

ایک وفد نے اپنی رپورٹ میں لکھا:’’حضور کی اس وقف عارضی کی تحریک سے اصلی فائدہ تو وہ لوگ محسوس کر سکتے ہیں جو واقعہ میں اس میں شامل ہو کر اپنے گھروں اور عزیزوں سے عارضی طور پر جدا ہوتے ہیں اور کچھ کام اور دعائیں کرنی شروع کرتے ہیں۔ ہم نے تو ان دنوں میں وہ کچھ محسوس کیا ہے جو گھر بیٹھے شاید سال بھر میں بھی ہم نہ پاتے۔‘‘

(الفضل یکم اپریل 1967ء)

ایک وفد نے حضور کی خدمت میں لکھا: وقف عارضی کے دو ہفتوں کے دوران ہم نے اپنے دل میں ایک عجیب روحانی کیفیت محسوس کی، ہماری روحیں ہر دم آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز رہیں۔ ہم نے قبولیت دعا کے نظارے دیکھے۔ احمدیت کی تائید میں متعدد خدائی نشانوں کا ظہور ملاحظہ کیا اور برکات خلافت کے عجیب رنگ کے کرشمے دیکھے۔ یہ محض فضل الٰہی تھا وگرنہ ہم عاجز اپس وقف عارضی کے ایام میں محاسبہ نفس کا موقع ملتا ہے۔ وسعت مطالعہ اور غوروفکر کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ خود اعتمادی

نشوونما پاتی ہے۔تقریر اور خطاب کرنے کی مشق ہوتی ہے۔ نئی نئی جگہوں پر جانے سے سیر وتفریح اور نئے نئے علاقے دیکھنے کا وقت میسر آتا ہے۔ وقف عارضی کے نتیجہ میں باہمی اخوت، مودت کے جذبات کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ رشتہ ناطہ کے معاملات میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔

خود کھانے کی تیاری۔اکثر لوگ خود کھانا تیار کرتے ہیں اور زندگی کے اس مزہ سے بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ایک واقف عارضی لکھتے ہیں:۔

’’کھانا خود اپنے ہاتھوں سے تیار کرنے میں جو لطف وسرور حاصل ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ آج جب دوپہر کے وقت میں نے روٹیاں پکائیں تو بظاہر کچی معلوم ہورہی تھیں لیکن جب انہیں کھایا تو بڑا ہی لطف آیا۔ یہ حضور انور کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہم کو مجاہدانہ زندگی گزارنے کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضور کی یہ تحریک جو وقف عارضی کے نام سے موسوم ہے خالص الٰہی تحریک ہے۔ ہم جس دن سے یہاں آئے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کو برستا ہوا دیکھ رہے ہیں۔‘‘

(الفضل 2 دسمبر 1966ء)

ایک اور واقف عارضی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں اپنی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں: خاکسار حضور کے حکم کے مطابق کھانا خود تیار کرتا ہے اور جماعت پر کسی قسم کے بار کا موجب نہیں۔ اس عمل کی برکات کا مشاہدہ اور اثر خاکسار نے جو محسوس کیا ہے اس کے بیان کے لئے بیان نہیں پاتا ہوں گویا حضور نے ہم جیسے کچوں اور کمزوروں کو پرانے صوفیاء کے نقش قدم پر چلایا اور یقیناً ہم ان برکتوں کو اپنے نفس میں محسوس کررہے ہیں جو ان بزرگوں نے حاصل کیں۔

(الفضل 3 جنوری 1967ء)

ابدی تحریک

یہ بھی مدنظر رہے کہ گو وقف عارضی کے عنوان سے باقاعدہ تحریک 1966ء میں شروع ہوئی۔ لیکن یہ تحریک اپنی روح کے ساتھ مذہبی جماعتوں میں ہمیشہ سے قائم ہے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی بھی تنخواہ دار نہیں تھا۔ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے اور اطاعت کے لئے مستعد ہوتے تھے۔

صحابہ رسولؐ کے نمونے

غزوات کا موقع ہو، کوئی تبلیغی مہم روانہ کرنی ہو، کوئی اور وفد بھیجنا ہو، دعوت اسلام کا خط لے جانا ہو، تربیتی پروگرام بنانا ہو، کسی علاقے کی حفاظت مطلوب ہوتی ہو، دشمن کی خبریں حاصل کرنا ہو۔ ہر معاملے میں جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کے لئے صحابہ ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ جنگ احزاب میں ایک ماہ تک پیٹ پر پتھر باندھ کر سخت سردی میں خندق کھودی گئی۔ واقعہ رجیع اور رعل وذکوان میں تبلیغی مہم میں 80 حفاظ شہید ہوئے۔ قرآن جاننے والے صحابہ نئے آنے والوں کو تعلیم دینے کے لئے کلاسیں منعقد کرتے۔ بعض صحابہ خدمت رسول میں حاضری کے لئے باری باری وقت مقرر کرلیتے۔ یہ سب خدا کی نظر میں واقفین زندگی تھے جو دنیا بھی کماتے تھے۔ پاکیزہ کمائی خدا کی راہ میں خرچ کرتے اور دین کی خدمت کے لئے رسول اللہ کے در پر دھونی رما کر بیٹھے رہتے یا حکم پاکر چل پڑتے اور کام کرکے واپس آتے۔ انہی کی قربانیوں کے طفیل آسمان کے خدا نے انہیں روحانی آسمان کے ستارے قرار دیا۔ انہی کی محنت سے دین کی تعلیمات ہم تک پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار برکتیں نازل کرے۔

صحابہ مسیح موعودؑ کی فدائیت

حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء نے اس زمانہ میں یہی نمونے زندہ کئے۔ جماعت کا کوئی تنخواہ دار کارکن نہیں تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور ان کی اتباع میں بیسیوں رفقاء اپنے کام کاج، گھربار، کاروبار، ملازمتیں چھوڑ کر قادیان آبسے اور خدمت کے مواقع تلاش کرتے تھے اور مالی قربانی کے علاوہ وقت کی قربانی کے جہاد میں اعلیٰ نمونے پیش کرتے تھے۔

• حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے قرآن کریم کے درس فتاویٰ اور جسمانی شفا کا سلسلہ جاری کیا۔
• حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی کے سپرد نمازوں کی امامت، خطبات دینے اور حضور کے لیکچر پڑھنے کی ذمہ داری کی گئی۔ ساتھ ساتھ حضور کی سیرت اور ڈائری لکھنے کا کام بھی سرانجام دیتے رہے۔
• حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے لنگرخانہ اور عمارات کی تعمیر کی نگرانی سنبھالی۔
• حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی نے اخبار الحکم نکال کر حضرت مسیح موعود کی تازہ وحی اور ارشادات سے لوگوں کو مطلع کرنا شروع کیا۔
• حضرت پیر منظور محمد صاحب نے بچوں کو قرآن سکھانے کے لئے قاعدہ یسرنا القرآن ایجاد کیا۔
• حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے حضور کی ڈاک کا انتظام سنبھال لیا۔
• کئی خوش نصیبوں نے حضور کی کتب کی کتابت، پروف ریڈنگ اور اشاعت میں خدمات سرانجام دیں۔ حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ نعمانی قادیان آکر بیٹھ گئے۔ لمبا عرصہ حضور کی ڈاک کا اہتمام کرتے رہے اور کتب کے پروف دیکھتے رہے۔
• حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب دو دن کے لئے قادیان آئے مگر حضور کے ارشاد پر 6،6 ماہ ٹھہرے اور خدمات بجالاتے رہے۔ اس عرصہ میں ان کو ملازمت سے معطلی کے پیغام بھی آئے مگر واپسی پر اللہ تعالیٰ نے ان کی بحالی کے سامان بھی کئے اور اس عرصہ میں ان کی ملازمت کی تنخواہیں بھی ادا کی گئیں۔
• کسی نے حضور کی ذاتی خدمات اور گھریلو کام کاج کا ذمہ لے لیا۔
• کسی نے مختلف قسم کی علمی تحقیقات میں مدد دینی شروع کردی۔
• کسی نے گھوڑا پال لیا کہ حضور کا کوئی کام قادیان سے باہر ہو تو فوری طور پر پیش ہوجاؤں۔
• بعض احباب نے قانونی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔
• بعض احباب رسائل کی ادارت کے ذریعہ پیغام حق پہنچانے لگے۔
• حضرت قاضی ظہورالدین اکمل صاحبؓ نے اردو میں، حضرت مولوی عبیداللہ صاحبؓ بسمل نے فارسی میں، حضرت مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت بابا ہدایت اللہ صاحبؓ نے پنجابی شاعری کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو عام کرنا شروع کیا۔
• کئی احباب نے مدرسہ تعلیم الاسلام میں بچوں کو تعلیم دینی شروع کردی۔

الہامی بشارت

یہی وہ پاک روحیں تھیں جنہوں نے احمدیت کے ابتدائی خدوخال سنوارے ہیں۔ ان کو اور ان کی اولادوں کو خدا نے نہایت عمدہ پھل لگائے اور ہر قسم کی برکات سے متمتع کیا۔ آج بھی بے شمار احمدی اپنی اپنی جگہ پر خدمات کی نئی تاریخ رقم کررہے ہیں۔ مگر ان کا ایک دائرہ وقف عارضی سے تعلق رکھتا ہے جس کی طرف خدا کا خلیفہ ہمیں بلا رہا ہے اور بشارتیں بھی دے رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جماعت کو عموماً اور اہل ربوہ کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ کرتے اور الہامی بشارت دیتے ہوئے 23 ستمبر 1966ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

’’کل رات میں سوچ رہا تھا کہ مجھے جتنے واقفین چاہئیں۔ اس تعداد میں واقفین مجھے نہیں ملے۔ مثلاً ربوہ کی ہی جماعت ہے۔ آج جو دوست میرے سامنے بیٹھے ہیں ان میں کثرت ربوہ والوں کی ہے لیکن ان میں سے بہت کم ہیں جنہوں نے وقف عارضی میں حصہ لیا اور یہ بات قابل فکر ہے کہ کیوں آپ کی توجہ ان فضلوں کے جذب کرنے کی طرف نہیں ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ واقفین عارضی پر کررہا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے میں رات سوچ رہا تھا کہ مجھے جتنے واقفین عارضی چاہئیں اتنے نہیں ملے حالانکہ اس کی بہت ضرورت ہے۔ تو جب میں سویا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے ایک کاغذ آیا ہے اور اس کاغذ پر دو فقرے خاص طور پر ایسے تھے کہ خواب میں میری توجہ ان کی طرف مبذول ہوئی۔‘‘

پھر حضور نے ان فقرات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’اس کے ایک معنی رفعت اور علو حاصل کرنے والے کے ہیں اور ان معنوں کے لحاظ سے اس میں یہ بشارت ہے کہ جماعت میں سے جو لوگ قرآنی علوم سیکھنے کے لحاظ سے ضعیف کہلانے والے ہیں اب اللہ تعالیٰ ان کے لئے ایسے سامان پیدا کردے گا کہ وہ بھی علو مرتبت اور قرآن کریم کی ان رفعتوں تک پہنچنے والے ہوں گے۔ جن رفعتوں تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل کیا ہے۔ سو الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ بشارت دے رہا ہے لیکن ہر وہ بشارت جو آسمان سے نازل ہوتی ہے زمین والوں پر ایک ذمہ داری عائد کرتی ہے اور اس ذمہ داری کو پورا کرنا ان کا فرض ہوتا ہے۔‘‘

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 403)

مختلف شعبوں کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے چند ارشادات درج ذیل ہیں۔

کالج کے پروفیسر، سکول کے اساتذہ اور وقف عارضی

’’کالجوں کے پروفیسر اور لیکچرار، سکولوں کے اساتذہ، کالجوں کے سمجھدار طلباء بھی اپنی رخصتوں کے ایام اس منصوبہ کے ماتحت کام کرنے کے لئے پیش کریں۔ سکولوں کے بعض طلباء بھی اس قسم کے بعض کام کرسکتے ہیں۔ کیونکہ سکولوں کے بعض طلباء ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی صحت اور عمر کے لحاظ سے اس قابل ہوتے ہیں کہ اس قسم کی ذمہ داریاں ادا کرسکیں۔ ان کو بھی اپنے نام اس تحریک کے سلسلہ میں پیش کردینے چاہئیں۔ بشرطیکہ وہ اپنا خرچ برداشت کرسکتے ہوں۔‘‘

(الفضل 23 مارچ 1966ء)

وقف عارضی کا مقصد

’’وقف عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضاکارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں

اور وہاں قرآن مجید سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظم کریں اور منظم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جؤا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کے لئے نمونہ بن جائیں۔''

(الفضل 14 مئی 1969ء)

وقف عارضی، نظام وصیت

''عارضی وقف کی تحریک جو قرآن کریم سیکھنے سکھانے کے متعلق جاری کی گئی ہے اس کا تعلق نظام وصیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔''

(الفضل 10 اگست 1966ء)

وقف عارضی اصلاح نفس کا ذریعہ ہے

''تحریک وقف عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقف عارضی پر جاتے ہیں ان کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دعاؤں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے۔ یعنی وقف عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی عقلوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں، ان کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقف عارضی کے وفود نے دعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔''

(الفضل 12 فروری 1977ء)

امراء اضلاع اور وقف عارضی

''امراء اضلاع کو اس طرف فوری توجہ دینی چاہئے... امراء اضلاع جماعت کے مستعد اور مخلص احباب کو اپنی ذمہ داری کی طرف متوجہ کریں تا زیادہ سے زیادہ احمدی اس مقصد (وقف عارضی) کے پیش نظر اور خدمت ... کے لئے اپنے وقت کا ایک تھوڑا اور حقیر سا حصہ پیش کریں۔''

(الفضل 13 اپریل 1966ء)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ کی مثالی کارکردگی

جن احباب نے وقف عارضی میں حصہ لیا ان میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی شامل تھے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں 1968ء میں جب وقف عارضی کی درخواست پیش کی تو حضور نے فرمایا کہ آپ اس سال کا عرصہ وقف کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں گزاریں اور آئندہ سال آئرلینڈ میں۔ حضور انور کے اس حکم کی تعمیل میں حضرت چوہدری صاحب 16 سے 27 جولائی 1968ء تک کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں قیام فرما رہے اور مراجعت پر مرکز میں حسب ذیل مفصل رپورٹ ارسال فرمائی جو مثالی بھی ہے اور متعدد ایمان افروز امور پر مشتمل اور یورپین ممالک کے واقفین کے لئے مشعل راہ ہے۔ چنانچہ حضرت چوہدری صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

''خاکسار جماعت ہائے برطانیہ کے پانچویں سالانہ جلسہ منعقدہ 13، 14 جولائی 1968ء میں شرکت کے لئے 13 جولائی کی صبح کو لندن پہنچا۔ 16 کی شام کو لندن سے روانہ ہو کر 17 کی شام کو کوپن ہیگن پہنچا۔ سٹیشن پر جناب سید کمال یوسف صاحب امام اور چند دیگر احباب سے ملاقات ہوئی۔ خاکسار کے قیام کا انتظام مسجد میں تھا۔ کھانے وغیرہ کے اخراجات خاکسار کے ذمہ تھے۔ 18 کی سہ پہر 2 بجے خاکسار کی تقریر ایلسی نور (Elsinor) کے بین الاقوامی کالج میں اسلام اور حقوق انسانی کے موضوع پر ہوئی۔ یہ مقام کوپن ہیگن سے قریب چالیس میل شمال کی جانب ہے۔ تقریر کے بعد سوال جواب ہوئے اور بعد میں بھی یہ سلسلہ پرنسپل صاحب کے مکان پر جاری رہا۔ قریب پونے چھ بجے کوپن ہیگن واپسی ہوئی۔

19 جولائی قبل دوپہر مشنری سوسائٹی کے سات افراد (پانچ مرد اور دو خواتین) ملاقات کے لئے آئے۔ سلسلہ کے متعلق سوال جواب ہوتے رہے۔ جناب امام صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں جمعہ کی نماز کا خطبہ خاکسار نے دیا۔ مشنری سوسائٹی کے وفد کی دونوں خواتین بھی مسجد میں موجود تھیں۔ 19 سے شروع کر کے 24 تک اور پھر 26 کو ہر شام سات بجے سے پونے نو بجے تک سوال و جواب کی مجلس قائم ہوتی رہی جس میں شمولیت عام تھی۔ 19 کی صبح کو جناب نور احمد بولستاد صاحب ناروے سے تشریف لائے اور 22 کی سہ پہر کو واپس تشریف لے گئے۔ 20 کی دوپہر کو جناب محمود ایرکسن صاحب سٹاک ہالم (سویڈن) سے تشریف لائے اور چند گھنٹے قیام کیا۔ 21 کو ایک خصوصی اجلاس جماعت کے احباب کا ہوا جس میں خاکسار نے عبادات کی کماحقہ ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔

23 کو بعد دوپہر ایک عیسائی مشنری جریدے کے نمائندے نے جو ہندوستان میں بھی رہ چکے ہیں خاکسار سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ تفصیلی گفتگو ہوئی۔ ان کی رپورٹ ان کے جریدے میں شائع ہو چکی ہے۔ 25 کی دوپہر کو ڈاکٹر لننگ (Dr. Lanning) نے خاکسار کی کھانے کی دعوت کی۔ یہ معروف ڈینش سیاستدان ہیں اور ہر سال اقوام متحدہ کی اسمبلی کے سالانہ اجلاس میں ڈینش وفد کے رکن کے طور پر شمولیت کرتے رہے ہیں۔ خاکسار کے ساتھ عرصے سے ان کے دوستانہ تعلقات ہیں۔ اسی شام مسٹر سوین ہینسن (Sven Hansson) نے جناب امام صاحب کی اور خاکسار کی کھانے کی دعوت کی۔ یہ ڈینش قوم کے ماہر کیمیائی انجینئر ہیں۔ 39 سال عمر ہے بارہ سال سے مسلمان ہیں۔ ان کی بیوی ملایا (Malaya) کی مسلمان ہیں اور غالباً وہی ان کے اسلام قبول کرنے کا باعث ہوئیں۔ میاں بیوی محض رسمی مسلمان نہیں مخلص اور پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ خاکسار نے کم کسی مغربی مسلمان کو اسلام کی اقدار میں اس قدر رچا ہوا دیکھا ہے جیسے مسٹر ہینسن رچے ہوئے ہیں۔ ہماری شام کی مجلس میں شامل ہوتے۔ قرآن کریم کا ڈینش ترجمہ ساتھ لاتے اور جہاں کسی آیت کا ذکر آتا ترجمہ نوٹ کرتے۔ مجلس کے بعد نماز مغرب میں شامل ہوتے اور ایسے انکسار اور اخلاص سے نماز پوری کرتے اور ایسے اطمینان اور وقار سے اور اس قدر سنوار کر پڑھتے کہ رشک ہوتا۔ ان کے چار بچے (تین فرزند اور ایک بیٹی) ہیں۔ گھر کا ماحول اسلامی ہے۔ بیوی بالکل سادہ طبیعت کی ہے اور خواتین کے ساتھ نماز میں شامل ہوتیں۔ کھانے کے بعد مسٹر ہینسن نے سلسلے کے متعلق گفتگو شروع کی۔ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ اور صداقت اور مرتبے کے قائل اور مؤید ہیں۔ بیعت میں ابھی تامل ہے۔ آخر میں فرمایا میری بیوی اگر مجھے بیعت کے لئے کہے تو میں کل صبح ہی بیعت کر لوں۔ خاکسار نے کہا آپ کی بیوی کے آپ پر بہت احسانات ہیں۔ ان کا بہترین بدلہ یہ ہے کہ آپ خود بھی بیعت کریں اور انہیں بھی بیعت کی تحریک کریں۔

26 جولائی کو بھی جناب امام صاحب کی ہدایت کے مطابق خطبہ جمعہ خاکسار نے دیا۔ شام کی مجلس میں خاصی حاضری تھی۔ تین چار عرب احباب بھی موجود تھے۔ مسٹر ہینسن بھی آئے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد مسٹر ہینسن سے رخصت ہونے پر انہوں نے فرمایا میں کل صبح فجر کی نماز میں بھی شامل ہوں گا چنانچہ وقت سے پہلے ہی کوئی سوا تین بجے سائیکل پر 8-9 میل کا فاصلہ طے کر کے پہنچ گئے۔ موٹریں تو ان کے پاس ایک چھوڑ دو ہیں لیکن امام صاحب سے کہا یہ وقت ایسا سہانا ہے کہ میں نے لطف اندوز ہونے کے لئے سائیکل سے آنا جانا پسند کیا۔ اب کی بار خاکسار سے رخصت ہو کر گئے لیکن 9 بجے پھر ہمارے رخصت ہونے کے وقت الوداع کہنے کے لئے تشریف لے آئے۔ خاکسار نے تحریک کی کہ سردیوں کے موسم میں ربوہ بھی جائیں۔ کہنے لگے ضرور کوشش کروں گا۔

27 کی صبح کو خاکسار کو ایک مقام ہیلیو (Haslev) پر ایک عیسائی مذہبی کانفرنس میں مغرب میں اخلاقی اقدار کے انحطاط، اس کے بواعث اور اس کے علاج پر تقریر کے لئے حاضر ہونا تھا۔ اس کانفرنس میں پانچ صد نمائندگان شامل تھے۔ یہ مقام کوپن ہیگن سے 40 میل جانب جنوب واقع ہے۔ آٹھ دیگر احباب ڈینش اور پاکستانی بشمول جناب عبدالسلام میڈسن صاحب کے دو کاروں میں ہمارے ہمراہ گئے۔ گھنٹہ بھر کانفرنس کے صدر، نائب صدر اور سیکرٹری کے ساتھ گفتگو رہی۔ سوا گیارہ بجے کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا۔ خاکسار نے حسب توفیق مجوزہ موضوع پر گزارش کی۔ خاکسار کی تقریر قریب ایک گھنٹہ جاری رہی اور بحمد للہ توجہ سے سنی گئی۔ دوپہر کا کھانا ہم سب نے وہیں کھایا۔ کھانے کے بعد ظہر اور عصر جمع کیں۔ جناب امام صاحب اور خاکسار تو وہیں سے جنوبی جانب ہمبرگ کے سفر کے لئے روانہ ہوئے اور ہمارے احباب کوپن ہیگن کو واپس ہوئے۔ امام صاحب اور خاکسار 8 بجے شام ہمبرگ پہنچے۔ جناب چوہدری عبداللطیف صاحب اور احباب سے سٹیشن پر ملاقات ہوئی۔ ان کے ہمراہ بیت حاضر ہوئے اور وہیں قیام ہوا۔ آج سہ پہر استقبالیہ دعوت ہے۔ کل صبح انشاء اللہ خاکسار یہاں سے 8 بجے ریل پر روانہ ہو کر ڈیڑھ بجے بعد دوپہر ہیگ پہنچ جائے گا۔

کوپن ہیگن کا قیام خاکسار کے لئے بفضل اللہ بہت سبق آموز رہا۔ مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب آباد ہے۔ پانچوں وقت نماز باجماعت کا التزام ہے اگرچہ ان ایام میں فجر کی نماز کے ابتداء کا وقت سوا تین بجے سے لے کر آہستہ آہستہ ساڑھے تین بجے تک رہا لیکن نماز بہت باقاعدگی کے ساتھ باجماعت ادا ہوتی رہی اور یہی معمول تمام وقت جاری ہے۔ مسجد میں دو چار مہمان ہر وقت ٹھہرے ہوتے ہیں۔ جناب امام صاحب اپنے مقررہ کمرے میں کم ہی سو سکتے ہیں۔ جس کمرے میں جگہ مل گئی رات بسر کر لیتے ہیں۔ ان کی آخری پناہ گاہ دفتر کا کمرہ ہوتی ہے۔ وہیں لکڑی کے فرش پر بستر بچھ جاتا ہے۔ کھانے میں سب سے آخر میں شامل ہوتے ہیں اور سب سے اول فارغ ہو جاتے ہیں۔ نہایت معمور الاوقات ہیں لیکن چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ اور بشاشت رہتی ہے۔ یہ احباب کی تواضع بلکہ ناز برداری سے نہیں تھکتے اور احباب کے دلوں میں ان کی گہری محبت اور مخلصانہ عظمت رچی ہوئی ہے۔

(الفضل 10 اگست 1968ء صفحہ 3-4)

الغرض یہ ایک عظیم الشان تحریک ہے جو اپنے اثرات سے پہچانی جا سکتی ہے۔ اس کی ضرورت بھی ہے اور خدا کے خلیفہ کی ہدایت بھی ہے اس لئے حتی الامکان اس میں حصہ لے کر برکتیں حاصل کرنی چاہئیں۔

مولانا کریم الدین شمس۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ

خلافت، ایک مقدس و مطہر نظام راہنمائی

علامہ الشیخ الطنطاوی آیت استخلاف کے تابع کچھ اس طرح رقمطراز ہیں کہ:

اس آیت کو ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور اتحاد بین المسلمین کا طریق بیان کرنے کے بعد پھر اس آیت کو دہرایا ہے کیونکہ اس راہ کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اسکے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا اور کوئی راستہ نہیں، نہ ہی انہیں زمین میں خوشحالی اور طاقت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی تمکنت اور نہ ہی انکا خوف امن سے تبدیل ہوسکتا ہے مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ۔

(القرآن والعلوم العصریہ صفحہ 21)

یہ وہ سچائی ہے جسے آج ہر صاحب فہم و بصیرت ماننے پر مجبور ہے کہ یہی وہ قیادت و سعادت کا بابرکات آسمانی نظام ہے جو ہمارے مالک و پیدا کنندہ نے ہماری سیادت و راہنمائی کے لیےہمیں عطا فرمایا ہے تا کہ ہم اخلاقی و روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ ظاہری فتوحات کے میدان بھی طے کرسکیں۔ اس عظیم خدائی انعام کا وعدہ ہماری پیاری کتاب قرآن مجید کی سورۃ نور کی آیت استخلاف میں دیا گیا ہے جو ایمان اور عمل صالح کی بنیادی شرائط سے مشروط ہے۔ یہ وہ حبل اللہ ہے جو ایک طرف تو ان مومنین کے ایمان کی تصدیق کرتی ہے جو اسے مضبوطی سے تھامے رہیں گے تو دوسری طرف انکے امن و امان اور ترقیات کی ضمانت عطا کرتی ہے۔ یہ وہ آفاقی و سماوی شجرہ طیبہ ہے جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی۔ ہرلحہ و ہر آن اسے بے حساب و بے شمار شیریں اثمار لگتے ہی چلے جاتے ہیں۔ ایک طرف تو اسکی جڑیں زمین (مومنین کے قلوب) میں پیوست ہیں تو دوسری طرف اسکی شاخیں آسمان کی بلندیوں کو چھورہی ہیں۔ یہی وہ نور الٰہی ہے جو فیض نبوت کو مومنین کے لیے ایک لمبے عرصہ تک ممتد کرکے انکی دینی و دنیاوی ترقیات کے لامتناہی دروازے کھولتا چلا جاتا ہے۔

اس روز روشن کی طرح عیاں سچائی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب فرقان حمید میں یوں بیان فرمایا ہے کہ:

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیۡتُوۡنَۃٍ لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّلَا غَرۡبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیۡتُہَا یُضِیۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَہۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَیَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۳۶﴾

(النور: 36)

ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال مثل ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو اور وہ چراغ شیشہ کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف راہنمائی جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ النور کی مذکورہ بالا آیت کی نہایت عمدہ، دل موہ لینے والی اور ایک نئی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ آپ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں الوہیت، نبوت اور خلافت کا تعلق بیان کیا گیا ہے چنانچہ آپ نے خدائی نور اور اسکے زمانہ و اشاعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

نبوت میں یہ (الٰہی) نور آ کر مکمل تو ہو جاتا ہے لیکن اس کا زمانہ پھر بھی محدود ہوتا ہے کیونکہ نبی ہی موت سے محفوظ نہیں ہوتے۔ پس اس روشنی کو دُور تک پہنچانے کیلئے اور زیادہ دیر تک قائم رکھنے کیلئے ضروری تھا کہ کوئی اور تدبیر کی جاتی سو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک ری فلیکٹر بتایا جس کا نام خلافت ہے جس طرح طاقچہ تین طرف سے روشنی کو روک کر صرف اس جہت میں ڈالتا ہے جدھر اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح خلفاء نبی کی قوتِ قدسیہ کو جو اس کی جماعت میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں کیونکہ طاقت کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوتا۔ اگر خلافت نہ ہوتی تو بعض کاموں پر تو زیادہ طاقت خرچ ہو جاتی اور بعض کام توجہ کے بغیر رہ جاتے اور تفرقہ اور شقاق کی وجہ سے کسی نظام کے ماتحت جماعت کا روپیہ اور اس کا علم اور اس کا وقت خرچ نہ ہوتا۔ غرض خلافت کے ذریعہ سے الٰہی نور کو جو نبوت کے ذریعہ سے مکمل ہوتا ہے ممتد اور لمبا کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو الٰہی نور رسول کریم ﷺ کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہوگیا بلکہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے طاقچہ کے ذریعہ اس کی مدت کو سوا دو سال اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد وہی نور خلافتِ عمرؓ کے طاق کے اندر رکھ دیا گیا اور ساڑھے دس سال کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد وہی نور عثمانی طاقچہ میں رکھ دیا گیا اور بارہ سال اس کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد وہی نور علوی طاقچہ میں رکھ دیا گیا اور چار سال نو ماہ اُس نور کو اور لمبا کر دیا گیا۔ گویا تیس سال الٰہی نور خلافت کے ذریعہ لمبا ہوگیا۔ پھر ناقص خلافتوں کے ذریعہ سے تو یہی نور چار سو سال تک سپین اور بغداد میں ظاہر ہوتا رہا۔ غرض جس طرح ٹارچوں کے اندر ری فلیکٹر ہوتا ہے اور اسکے ذریعہ بلب کی روشنی دُور دُور تک پھیل جاتی ہے یا چھوٹے چھوٹے ری فلیکٹر بعض دفعہ تھوڑا سا خم دیکر بنائے جاتے ہیں جیسے دیوارگیروں کے پیچھے ایک ٹین لگا ہوا ہوتا ہے جو دیوارگیر کاری فلیکٹر کہلاتا ہے اور گو اس کے ذریعہ روشنی اتنی تیز نہیں ہوتی جتنی ٹارچ کے ری فلیکٹر کے ذریعہ تیز ہوتی ہے مگر پھر بھی دیوارگیر کی روشنی اس ری فلیکٹر کی وجہ سے پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح خلافت وہ ری فلیکٹر ہے جو نبوت اور الوہیت کے نور کو لمبا کر دیتا ہے اور اسے دُور تک پھیلا دیتا ہے۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خلافت نبوت اور الوہیت کاذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارے نور کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بتی کا شعلہ وہ ایک نور ہے جو دنیا کے ہر ذرہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر جب تک وہ نبوت کے شیشہ میں نہ آئے لوگ اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ:۔

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے مگر اس کے نور کو مکمل کرنیکا ذریعہ نبوت ہے اور اُس کے بعد اس کو دنیا میں پھیلانے اور اُسے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہی ہے۔ گویا نبوت ایک چمنی ہے جو اس کو آندھیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور خلافت ایک ری فلیکٹر ہے جو اس کے نور کو دُور تک پھیلاتا ہے۔ پس ان منافقوں کی تدبیروں کی وجہ سے ہم اس عظیم الشان ذریعہ کو تباہ نہیں ہونے دیں گے بلکہ اپنے نور کو دیر تک دنیا میں قائم رکھنے کیلئے اس سامان کا مہیا کریں گے۔

(تفسیر کبیر زیر آیت 36 سورہ نور)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام نے نظام خلافت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ہمیں یہ بشارت بھی عطا فرمائی ہے کہ آپ علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ دائمی ہوگا اور قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

خلیفہ کے معنی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو انکی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 383)

نیز فرماتے ہیں:

خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لیے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

خلیفہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ کرتا ہے

آپ فرماتے ہیں:۔

صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ

ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اسکو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 229-230)

خلافت کا پیرایہ انسان کامل کو پہنایا جاتا ہے

امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ''خطبہ الہامیہ'' میں فرماتے ہیں:

انسانِ کامل کو حضرت احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفات کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلی طور پر ہوتا ہے تا مواہم خلافت متحقق ہوجائے اور پھر اسکے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لاکر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے۔ اور یہ انسان ان سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اس کو علم اولین کا اور معارف گزشتہ اہل بصیرت وحکمائے ملت کے تا اس کے لیے مقام وراثت کا متحقق ہوجائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اس کے رب کے ارادے میں ہے، توقف کرتا ہے تا کہ مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ منور کرے اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کرچکا یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کردیا پس اس وقت اس کا نام پورا ہوجاتا ہے اور اس کا رب اسکو بلاتا ہے اور اسکی روح اس کے نفسی نقطہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔

(ترجمہ از خطبہ الہامیہ صفحہ 39-40)

مقاصد خلافت

خلافت بلاشبہ نبوت کے مشن کی تکمیل کرتی ہے۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کرچکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کرلیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کرلیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا (النور:56) یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دینگے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچادیں فوت ہوگئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہوگئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہوگیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو 2 قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو 2 جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کردیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہوجائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-305)

عزم و ہمت، استقلال اور فراست

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد خلیفۂ وقت کو ہمت، استقلال اور فراست کی روح عطا کی جاتی ہے۔ حضرت سیدنا احمد علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہوجاتا اور زمین سے ہموار ہوجاتا۔ مگر چونکہ خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی رُوح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اول آیت چھ میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر۔ یعنی موسیٰ تو مر گیا۔ اَب تُو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابوبکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا''۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 185)

خلافت ثانیہ کے مظہر وجودوں کی بابت بشارت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:

میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 10)

خلفاء آپ کی مطہر اولاد میں سے

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی پاک اولاد میں سے ان مظاہر قدرت یعنی خلفاء کے ہونے کی بھی وضاحت فرمائی ہے، آپ لکھتے ہیں کہ:۔

دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و خلفاء ہے تا انکی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور انکے نمونہ پر اپنے تئیں بناکر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔ (سبز اشتہار)

پیارے مولا کریم کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ ہمیں خلافت کے اس دائمی وعظیم الشان انعام کی کما حقہ قدر کرنے، اس سے ہمیشہ وابستہ رہنے، دل وجان سے اسکی وفاداری کرنے اور اسکی سچی اطاعت کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے نیز اس مقدس نظام آسمانی کی برکات و تاثیرات اور فیوض و انوار سے مقدور بھر فیض پانے کی سعادت عطا فرمائے۔ نیز، اے ہمارے پیارے رب تو ہمارے امام کی روح القدس سے تائید ونصرت فرما، ہرلحہ وہر آن آپ کے ساتھ ہو، آپ کی صحت وعمر میں از حد برکت بخش، اور آپ کے علم، فیض اور نور میں برکت پر برکت عطا فرما۔

آمین اللّٰھم آمین۔

اطفال کارنر

برکات خلافت

تقریر

''خلافت'' خاء کی زیر کے ساتھ پانچ حرفی نہ صرف عربی لفظ ہے بلکہ ایک ایسا بابرکت ادارہ (Institution) ہے۔جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کے لقب سے ہوتا ہے۔لیکن آج مجھے ایک ایسی خلافت کی برکات و فیوض کا ذکر کرنا ہے۔ جو ایک نبی کی وفات کے بعد شروع ہوتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے صفحہ ہستی پر قائم رہ کر اپنی برکات بکھیرتی اور لوگوں کو مستفیض کرواتی ہے۔

ویسے تو میں خلافتِ راشدہ کی انگنت برکات کا تذکرہ کرنے لگوں تو میری تقریر کا وقت ختم ہو جائے۔لیکن آج میں اس مختصر سے وقت میں خلافتِ احمدیہ کی برکات کا ذکر اختصار کے ساتھ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکات کا ذکر قرآن کریم میں مختلف مقامات بالخصوص سورۃ النور آیت 56۔ 57 میں فرمایا ہے جو یہ ہیں۔

1۔ایمان اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے ساتھ خلافت کے قیام کا وعدہ۔

جب تک خلافت قائم رہے گی تب تک خلافت پر ایمان لانے والے لوگ حقیقی معنوں میں مومن اور اعمالِ صالحہ سے مزین رہیں گے۔

2۔ تمکنت دین یعنی دین مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔

3۔ خلافت سے ہر خوف امن میں تبدیل ہوگا اور جماعت پُرامن رہ کر ترقی کرتی چلی جائے گی۔

4۔توحید، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم رہے گی۔

5۔ نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی اور کامل اطاعت کے نمونے دکھلانا بھی اس کی برکات میں شامل ہیں۔

آج صفحہ ہستی پر مسلمانوں میں صرف آپ ہاں صرف آپ وہ مبارک وجود ہیں جن میں خلافت قائم ہے۔ اور ہمارے خلیفہ وقت کو اب تمام دنیا میں Khalifa of Islam کا لقب مل چکا ہے جبکہ باقی مسلمان خلافت کی تلاش میں مارے مارے سرگرداں پھرتے، خلافت کی ضرورت اور اہمیت پر تقاریر کرتے، ریلیاں نکالتے اور سڑکوں پر جلوس نکالتے نظر آتے ہیں۔ ان کا اس امر کا اظہار کہ خلافت ہونی چاہیے اپنی ذات میں خلافت کی برکات اور فیوض کا اعلانیہ اعتراف ہے۔ ان نام لیوا مسلمانوں کو کیا معلوم کہ خلافت انعامِ خداوندی ہے جو ان شرائط پر پورا اترنے والے مسلمانوں کو دی جاتی ہے جن کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔آئیں! اختصار کے ساتھ ان برکات کا احاطہ کرتے ہیں جو اُوپر بیان ہوئی ہیں۔

نمبر 1۔ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں خلافت کامیابی کے ساتھ قائم و دائم ہے۔جس سے ثابت ہوا کہ جماعت احمدیہ میں کامل ایمان لانے والے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے مبارک وجود موجود ہیں۔ بالخصوص آج کے اس مادہ پرست دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسے وفادار احمدی عطا کیے ہیں جو اپنے جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کرنے میں دوسروں سے کم نہیں بلکہ پیش پیش ہیں۔

نمبر 2۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو دنیا بھر میں ایسے تمکنت عطا کر رہا ہے کہ دنیا بھر کے بادشاہوں کے محلات میں احمدیت کو اسلام کے نمائندہ کے طور پر مقام ملتا اور ادب و احترام سے پیش آتے ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ اس سوچ میں گُم ہیں کہ ہم کس طرح احمدیوں کو اس دنیا سے ختم کریں۔ یہ تو مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جارہے ہیں بلکہ یوں کہنا درست ہوگا کہ وہ اب زمینی حدود سے نکل کر آسمانی حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔جن سے اب مقابلہ ممکن نہیں۔

نمبر 3۔ جماعت میں ہر آنے والا خوف، خلافت کی برکت سے امن میں تبدیل ہوا۔کیا کیا پہاڑ نہیں توڑے گئے۔ جانیں لی گئیں۔ جائیدادیں جلائی گئیں۔ اب تو تعلیمات پر قدغنیں لگانے کے منصوبوں پر دشمن عمل پیرا ہے۔لیکن خلیفۃ المسیح نے ہر موقع پر پُرامن رہنے کی تعلیم دے کر ہمیں محفوظ کروایا بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ آٹے میں سے بال کی طرح نکال کر ہمیں رکھا اور دشمنوں کی روکیں ہمارے لیے روکیں ثابت نہ ہوئیں بلکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ اسلام احمدیت کی حسین تعلیمات کو ہمارے تک پہنچا کر خوف کو امن میں بدل دیا۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس مبارک نظام سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو وابستہ رکھیں اور برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم
نہ ہوگا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم

(فرخ شاد)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَصۡلِحۡ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ ارۡحَمۡ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ، اَللّٰھُمَّ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا بَرَکَاتِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکۡ وَسَلَّمۡ

(مکتوبات احمدیہ، جلد اول صفحہ:50،ایڈیشن 1908ء، قادیان)

ترجمہ: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح فرما۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرما۔ اے اللہ! ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات نازل فرما۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں اور سلامتی نازل فرما۔

اَللّٰھُمَّ اِنۡ اَھۡلَکۡتَ ھٰذِہِ الۡعِصَابَۃَ فَلَنۡ تُعۡبَدَ فِی الۡاَرۡضِ اَبَدًا

(تذکرہ:352،ایڈیشن چہارم،2004ء)

ترجمہ: اے اللہ! اگر تو نے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر قیامت تک زمین پر تیری سچی عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

یہ سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لوگوں کی اصلاح کے لئے دعائیں ہیں۔

ہمارے بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا کے موجودہ حالات کے پیش نظر مسلسل دعاؤں کی تحریک فرما رہے ہیں۔آپ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اسی طرح دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں

پس ساری باتیں جو آپ نے سنیں یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم دنیا کی ہدایت کے لئے دعا کریں۔ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انسانیت کو بھی تباہ ہونے سے بچائے۔ آج کل جس نہج پر خدا تعالیٰ کو بھول کر انسانیت چل رہی ہے، ایک ملک دوسرے ملک سے جس طرح (ظاہراً نہیں بھی) تو اندر ہی اندر پرخاش رکھے ہوئے ہے، ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں اور بڑی تیزی سے اس طرف جا رہے ہیں جہاں جنگ عظیم کا بڑا واضح امکان نظر آ رہا ہے۔ اس سے پھر انسانیت کی تباہی ہونی ہے۔ اس لئے ہمیں یہ دعا خاص طور پر کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جہاں جنگ کے شر سے اور جنگ کی آفات سے سب احمدیوں کو محفوظ رکھے وہاں مسلم امہ کو بھی محفوظ رکھے اور تمام انسانیت کو بھی محفوظ رکھے۔ اگر ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو دنیا بالکل آگ کے کنارے پر کھڑی ہے اور کسی وقت بھی یہ کنارا گرے گا اور ایک خوفناک تباہی اور آفت آنے والی ہے۔ اس لئے بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس طرف خاص توجہ دیں۔ اگر آج دنیا میں کوئی بچا سکتے ہیں تو احمدی دعاؤں سے بچا سکتے ہیں کیونکہ یہی لوگ ہیں جو حقیقی مومن بھی ہیں اور اس جماعت میں شامل ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے۔ پس خاص کوشش سے اپنے اندر بھی تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اور دنیا کی تباہی کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے خاص طور پر بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ 13 فروری 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

صباح الدین بٹ۔ نمائندہ الفضل آن لائن سوئٹزرلینڈ

شعبہ تعلیم مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کے تحت آن لائن علمی ریلی کا انعقاد

مؤرخہ 10/ اپریل 2022ء بروز اتوار کو مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کے شعبہ تعلیم کے تحت آن لائن علمی ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ جو کہ zoomاپلی کیشن کے 50اکاؤنٹس پر دیکھی گئی۔

علمی ریلی کا آغاز محترم ملک عارف محمود صاحب صدر مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کی صدارت میں مکرم بشارت احمد انیس صاحب کی تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔

تلاوتِ قرآنِ کریم کے بعد مکرم رانا سکندر احمد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام انتہائی خوش الحانی سے پڑھا۔

منظوم کلام کے بعد محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں بانیٔ مجلس انصار اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے مجلس انصار اللہ پر عائد تنظیمی ذمہ داریوں اور اس سے توقعات کے حوالہ سے آگاہ کیا اور نصائح فرمائیں اور دعا کروائی۔

دعا کے بعد محترم صدر صاحب نے مکرم نعیم اللہ صاحب قائد تعلیم کو علمی مقابلہ جات شروع کروانے کی ہدایت فرمائی۔

چنانچہ محترم قائد صاحب تعلیم نے تلاوت، نظم اور تقریر کے مقابلہ جات کروائے جس میں 8انصار نے حصہ لیا۔ ان انصار نے قریباً سبھی مقابلوں میں حصہ لیا۔

سوئٹزرلینڈ کے پہلے صدر مجلس انصار اللہ محترم بشیر احمد طاہر صاحب اور محترم عبدالوہاب طیّب صاحب مربی سلسلہ نے منصفین کے فرائض انجام دیئے۔

علمی مقابلوں کے بعد محترم قائد صاحب تعلیم نے روزوں کی فضیلت کے موضوع پر تقریر کی۔

تقریر کے بعد محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے تمام انصار اور منصفین کا شکریہ ادا کیا۔

آخر پر محترم صدر صاحب کی درخواست پر محترم عبدالوہاب طیّب صاحب مربی سلسلہ نے اختتامی دعا کروائی۔

احمدی طالبہ کا اعزاز

• مکرم باسط احمد۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ یہ اعلان بھجواتے ہیں۔

مورخہ 12 مئی 2022ء آئیوری کوسٹ کے شہر آبی جان (Abidjan) میں منعقدہ ایک سرکاری تقریب میں وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کی جانب سے ملک بھر کی تمام یونیورسیٹیز کے کل 23 طلبہ و طالبات کو ’’سال کا بہترین طالبعلم‘‘ (Student of the year) کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔ بواکے شہر کی الحسن وتراء یونیورسٹی کے 15 ہزار سے زائد طلباء میں سے خاکسار کی بیٹی عزیزہ ریحانہ کوکب کو اس اعزاز کے لئے حسن کارکردگی کی بنیاد پر منتخب کیا گیا۔موصوفہ میڈیکل کے پانچویں سال کی طالبہ ہیں۔

اس پر وقار تقریب میں وزیر سائنس و ٹیکنالوجی کے نمائندہ جناب وترا صاحب، سویٹزرلینڈ کے سفیر برائے آئیوری کوسٹ، یونیورسیٹیز کے چانسلرز، ادارہ فروغ ریسرچ سائنٹیفک کے جنرل سکیٹری، پروفیسرز، ڈاکٹرز، طلباء و طالبات کے والدین نیز صحافی احباب کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے عزیزہ کو اس تقریب میں بحیثیت احمدی طالبہ باپردہ شرکت کی توفیق ملی۔ جس میں موصوفہ کو ’’سال کی بہترین طالبہ‘‘ (Excellent Student of the year) کے اعزاز سے نوازا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ

قارئین الفضل کی خدمت میں عزیزہ کی مزید کامیابیوں اور ترقیات نیز دین و دنیا کے اعلیٰ حسنات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ادارہ الفضل کی طرف سے عزیزہ ریحانہ سلمہا اللہ کو اس اعزاز پر مبارکباد پیش ہے

ایک سبق آموز بات

زمانہ خراب نہیں

کئی دفعہ زمانے اور حالات کے بارے میں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ’’آج کل زمانہ بہت خراب ہوگیا ہے‘‘ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمانے کو بُرا بھلا کہہ کر انسان مجھے دُکھ دیتا ہے کیوں کہ میں ہی زمانہ ہوں یعنی میرے ہاتھ میں ہی زمانے کے تغیرات ہیں۔ میں ہی دن رات کو بدلتا ہوں اور زمانہ میری قدرتوں کا ہی مظہر ہے۔ (بخاری کتاب الادب۔) کبھی بھی کوئی ایسی بات اپنے منہ سے نہیں نکالنی چاہیے جس کے کسی بھی پہلو میں رب کریم کی ناپسندیدگی شامل ہو۔ حالات کے کسی بھی تناظر میں یہ کہنا کہ ’’زمانہ خراب ہے‘‘ درست نہیں ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

27 مئی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:13	18:57
مدینہ منورہ	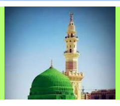	04:05	19:04
قادیان		03:49	19:26
ربوہ		03:29	19:06
اسلام آباد ٹلفورڈ	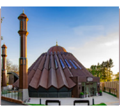	03:28	21:03

فقہی کارنر

ہندوؤں سے ہمدردی

ایک شخص کا سوال حضرت (مسیح موعودؑ) کی خدمت میں پیش ہوا کہ بہ سبب پرانے تعلقات کے ایک ہندو ہمارے شہر کا ہمارے معاملات شادی اور غمی میں شامل ہوتا ہے اور کوئی مرجائے تو جنازہ میں بھی ساتھ جاتا ہے۔ کیا ہمارے واسطے بھی جائز ہے کہ ہم ان کے ساتھ ایسی شمولیت دکھائیں؟

فرمایا:۔

’’ہندوؤں کی رسوم اور امور مخالف شریعت اسلام سے علیحدگی اور بیزاری رکھنے کے بعد دینوی امور میں ہمدردی رکھنا اور ان کی امداد کرنا جائز ہے۔‘‘

(بدر 6جون 1907ء صفحہ 8)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)